آگ کا دائرہ



عمران سیریز نمبر 110

آگ کا دائرہ

(چھٹا حصہ)

پیشرس

آگ کا دائرہ ملاحظہ فرمایئے۔ عمران بڑی دشواری میں پڑ گیا ہے اور اس کی دشواریوں نے مجھے بھی دشواریوں میں ڈال دیا ہے۔ بسا اوقات لکھتے لکھتے دم گھٹنے لگتا ہے اور میں الجھ کر قلم ایک طرف رکھ دیتا ہوں۔ ظاہر ہے ایسی صورت ہو تو کتاب کسی قدر لیٹ ضرور ہو جائے گی۔ لیکن کوشش یہی ہوتی ہے کہ کہانی کی دلچسپی کم نہ ہونے پائے۔

ایک صاحب نے تحریر فرمایا ہے کہ آخر آپ انگریزوں وغیرہ کی مخالفت میں کیوں لکھتے رہتے ہیں۔ انگریز بہت بُرا مانتے ہیں۔ حوالہ دیا ہے انہوں نے اپنے ایک انگریز دوست کا جو میری کتاب کا ترجمہ انگریزی میں کر کے اپنے انگریز دوستوں کو سنایا کرتے ہیں۔ پھر بھلا بتایئے، قصور کس کا ہے؟ میرا یا آپ کے دوست کا... اور بھائی خدا کے لئے آپ مجھے بور کرنا چھوڑ دیجئے۔ آپ کے ہر خط پر تبصرہ کرنا میرے بس سے باہر ہے۔ ہو گیا ایک آدھ بار اور اپنے دوست کو مطلع کر دیجئے کہ آئندہ اگر انہوں نے انگریزوں کو میری کتابوں کا ترجمہ سنایا تو نتیجے کے خود ذمہ دار ہوں گے۔ وہ تو انگریز شاید میرے بچپن ہی میں ہندوستان چھوڑ گئے تھے۔ ورنہ ہرگز نہ جانے دیتا۔
(نیمیں، مجھے اتنی ہی اچھی لگتی ہیں)

دوسرے صاحب رقم طراز ہیں کہ میں اس لئے جلد از جلد اپنی کتابیں لاتا رہوں کہ ان کی گرل فرینڈ اس سلسلے میں انہیں بہت بور

کرتی ہے۔ اگر کوئی کتاب لیٹ ہو جاتی ہے تو وہ چاہتی ہے کہ میں پنڈی سے کراچی جاکر آپ سے پوچھ آؤں کہ کتاب کیوں لیٹ ہو رہی ہے۔ اب میں کیا عرض کروں، عزیزم! معاملہ گرل فرینڈ کا ہے، جس کے لئے آپ لوگ آسمان سے تارے وغیرہ تک توڑ لایا کرتے ہیں۔ پھر پنڈی سے کراچی آکر دریافت حال کر جانا کیا مشکل ہے چلے آیا کیجئے۔

ایک صاحب نے تحریر فرمایا ہے کہ آخر آپ تھریسیا کے پیچھے کیوں پڑ گئے ہیں؟ آپ غلط سمجھے ہیں! تھریسیا میرے پیچھے پڑ گئی ہے.... اور میں خود ہی ابھی زیرولینڈ کی تلاش میں ہوں۔ آپ کو کیسے بتادوں کہ زیرولینڈ کہاں ہے؟ کہانی اگر شیطان کی آنت ہوتی ہے تو ہونے دیجئے۔ غیر دلچسپ تو نہیں ہے۔

ایک اور صاحب لکھتے ہیں کہ اگر آپ زیرولینڈ کے سلسلے میں آخری کتاب لکھنے سے پہلے ہی اللہ کو پیارے ہوگئے تو کیا ہوگا؟.... بہت اچھا ہوگا بھائی! میں، زیرولینڈ کی تلاش سے بچ جاؤں گا۔ ہرگز یہ نہیں کہہ سکتا کہ۔

آئے ہے بے کسیٔ عشق پہ رونا غالبؔ
کس کے گھر جائے گا یہ سیلاب بلا میرے بعد

کسی کے گھر بھی جائے، میری بلا سے.... میری زندگی ہی میں کتنوں نے زیرولینڈ کو تلاش کر کے تباہ بھی کر دیا۔ پھر اس سے کیا فرق پڑا کہ میرے آخری کتاب نہ لکھ پانے سے پڑ جائے گا۔

والسلام

ابن صفی

۱۷ر مارچ ۱۹۷۹ء



گھر والے سخت متحیر تھے کیونکہ انہوں نے رحمٰن صاحب کو ایسے عالم میں کبھی نہیں دیکھا تھ
اماں بی سے بے حد نرم لہجے میں گفتگو کرتے ہوئے انہیں اُن کے کمرے کی طرف لے جا رہے تھ
لیکن بہر حال اتنی ہمت اب بھی کسی میں نہیں تھی کہ اُن کے کمرے کے قریب ٹھہر کر ا
کی گفتگو سننے کی کوشش کرتا۔

خود اماں بی بھی شاید اُن کے اس رویے پر متحیر تھیں اور بار بار انہیں غور سے دیکھ
تھیں۔ آخر یہ کس افسانے کی تمہید ہے؟

"میں دراصل آپ کو ایک خوشخبری سنانا چاہتا ہوں۔" اُنہوں نے بالآخر کہا۔

"سنا بھی چکئے، جلدی سے۔" وہ الجھ کر بولیں۔

"عمران زندہ ہے۔"

"اب کوئی اور چرکا لگائیے گا، کیا؟"

رحمان صاحب کے چہرے پر کر ختگی پیدا ہو کر پھر زائل ہو گئی اور وہ سنبھل کر بولے۔ "
ایسی کوئی بات نہیں ہے لیکن وہ ابھی آپ سے مل نہیں سکتا۔"

"کیوں نہیں مل سکتا؟"

"اسکی کشتی غرق نہیں ہوئی تھی بلکہ وہ بعض غیر ملکی جاسوسوں کی گرفت میں آگیا تھا۔
نے اُسے پکڑ لینے کے بعد کشتی غرق کر دی تھی۔ لیکن اب وہ اُن کے پنجے سے نکل آیا ہے۔"

"تو مجھ سے ملنے میں کیا دشواری ہے؟"

"فی الحال خود کو ظاہر نہیں کرنا چاہتا۔ کیونکہ اس سے بعض بین الاقوامی پیچیدگیاں

ہو جائیں گی۔"

"مجھے اللہ صبر دے چکا ہے۔ آپ مجھے خواہ مخواہ بہلانے کی کوشش نہ کیجئے۔ لیکن ڈیلیا کا کیا قصہ تھا؟"

"وہ بھی ایک غیر ملکی جاسوسہ تھی۔ عمران ہی کی تلاش میں اس گھر تک آگئی۔ پھر اُسے دوسرے ملک کے جاسوسوں نے گھیرا اور وہ فرار ہو گئی۔"

"عمران، ملک کا مجرم تو نہیں ہے؟" اماں بی نے انہیں غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ آپ مجھ سے کیا یہ توقع رکھتی ہیں کہ میں ایسی کسی صورت میں یہ لہجہ اختیار کرتا۔"

"اُس کی کیا پوزیشن ہے؟"

"شاید مجھ سے بھی زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔" رحمان صاحب کا لہجہ فخریہ تھا۔

"میں مطمئن ہوں۔ اگر وہ کسی مصلحت کی بناء پر اپنی شکل نہیں دکھانا چاہتا۔"

"اب دوسری اہم بات یہ ہے کہ اسے آپ اپنی ہی ذات تک محدود رکھیں گی۔ ثریا سے بھی اس کا ذکر نہ آنے پائے۔ کیونکہ ... بس اسے حکومت ہی کا راز سمجھ لیں۔"

"تو پھر مجھے کیوں بتایا؟"

"اس لئے کہ آپ اُس کی اماں ہیں۔ مجھے بھی شاید اتنا لگاؤ اُس سے نہ ہو جتنا آپ کو ہو سکتا ہے۔"

اماں بی کی آنکھیں چھلک آئیں اور وہ دوسری طرف منہ پھیر کر آنسو پینے کی کوشش کرنے لگیں۔

"بس محتاط رہئے گا۔" کہتے ہوئے وہ اُن کے کمرے سے نکل آئے۔ ان کا رخ لائبریری کی طرف تھا۔ لائبریری میں پہنچتے ہی پھر اُن کے چہرے پر گہری تشویش کے آثار نظر آنے لگے۔ بڑا ٹیڑھا مسئلہ تھا۔ آخر کبھی تو عمران کو ظاہر ہونا ہی پڑے گا۔

دفعتاً فون کی گھنٹی بجی.... دوسری طرف سے سر سلطان نے انہیں مخاطب کیا تھا۔

"کیا خبر ہے؟" رحمان صاحب نے پوچھا۔

"ایک ضروری بات۔ تم ہر ایک سے اُس کے بارے میں لاعلمی ہی ظاہر کرو گے۔"

"میں نہیں سمجھا۔"

"ہو سکتا ہے امور داخلہ کا سیکریٹری تم سے پوچھ گچھ کرے۔"

"ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا لیکن اگر ڈیلیا کے بارے میں کچھ پوچھا جائے تو....."

"بس وہی کچھ بتاؤ گے جو ہوا ہے۔ تم اُسے گھر لائے تھے۔ وہ ضد کر کے اس کے فلیٹ میں گئی اور وہاں سے غائب ہو گئی۔"

"کیا یہ بات بہت طول پکڑ گئی ہے؟"

"ٹاپ سیکرٹ۔"

"اچھا.... اچھا۔" رحمان صاحب نے کہا اور دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہونے کی آواز سن کر ریسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

دوسری طرف سلیمان اور گلرخ اپنا بوریا بستر سنبھالے ہوئے کوٹھی میں داخل ہوئے اور سب نے انہیں گھیر لیا۔ البتہ اماں بی الگ ہی الگ رہیں۔ یہ دونوں فلیٹ کو مقفل کر کے یہیں رہ پڑنے کی نیت سے آئے تھے۔ لڑکیوں نے گلرخ سے ڈیلیا کے بارے میں پوچھنا شروع کر دیا۔

"بس جی، وہ تینوں انگریز زبردستی فلیٹ میں گھس آئے اور میم صاحب کو اٹھا لے جانے کی کوشش کی۔" گلرخ سانس لینے کو رکی ہی تھی کہ ثریا اُس کا ہاتھ پکڑ کر ایک کمرے میں کھینچ لے گئی.... اور دروازہ بند کرتی ہوئی بولی۔ "خواہ مخواہ بکواس کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ تو ہر ایک کو وہ نہیں بتاتی پھرے گی جو وہاں ہوا تھا۔"

"کک.... کیوں؟"

"دھواں اور بیہوشی کے علاوہ اور کوئی بات نہیں بتائے گی۔"

"جی وہ.... بجلی سی چمکی تھی۔"

"کچھ نہیں، بس تو نے ایک دھماکا سنا تھا۔ دھواں پھیلا تھا اور تو بیہوش ہو گئی تھی۔ تجھے نہیں معلوم کہ پھر کیا ہوا تھا۔"

"جی بہت اچھا۔ لیکن آپ تو سن لیجئے۔"

"میرے چلے آنے کے بعد اُس سے کیا باتیں ہوئی تھیں؟"

"میں صرف میٹرک پاس ہوں اور میری انگریزی ہمیشہ چوپٹ رہی ہے۔ آدھی بات پلے پڑتی تھی اور آدھی نہیں پڑتی تھی۔ لیکن اتنا ضرور جانتی ہوں کہ وہ صاحب کا نام لیتی تھیں اور رونے لگتی تھیں۔

"صبح کو تم دونوں خود سے جاگے تھے یا اُس نے جگایا تھا؟"

"جی بڑی گہری نیند آئی تھی اور صبح کو میم صاحب ہی نے جگایا تھا۔"

"پچھلی بار شاید ایک عورت نے پورا فلیٹ اُلٹ پلٹ کر رکھ دیا تھا؟"

"اُسے تو صاحب ہی لائے تھے اور پھر وہ خود ہی غائب ہو گئی تھی اور صاحب اُسے ڈھونڈتے پھرے تھے۔ کیا یہ والی سچ مچ صاحب کی بیوی تھیں؟"

"پتہ نہیں۔" ثریا نے کہا اور کمرے سے باہر آ گئی۔

اُدھر سلیمان کو رحمٰن صاحب نے طلب کر لیا تھا اور اس سے پوچھ گچھ کر رہے تھے۔ پھر نہوں نے اُسے جو ہدایات دیں اُن کے مطابق اُسے اخبار والوں سے بچنا تھا اور اُن تینوں کے تعلق اب کسی کو کچھ نہیں بتانا تھا۔

پھر وہ سلیمان کو دفع کر کے بیٹھنے بھی نہیں پائے تھے کہ اُن کے ایک ماتحت کی فون کال آئی۔

"آپ نے اسٹار کا ضمیمہ ملاحظہ فرمایا، جناب؟" وہ پوچھ رہا تھا۔

"نہیں تو.... کیا کوئی خاص موضوع ہے؟" رحمان صاحب نے سوال کیا۔

"بہت ہی خاص۔ رحبان چوکی کے قریب والی جھیل کا قصہ ہے۔ بالکل نیا انکشاف ہوا ہے۔ ج نے جھیل والی چٹانوں کے گرد حصار قائم کیا تھا ایک پارٹی چٹانوں پر اُتری اور جب اُن کے رمیان پہنچی تو ایک چکنے پتھر پر ایک وارننگ کنندہ نظر آئی جس کے مطابق اگر زیرو لینڈ والوں کے مطالبات پورے نہ کئے گئے تو کسی ایک اسٹیٹ کی پوری آبادی میاؤں میاؤں کرتی نظر آئے ی اور اس عظیم ہستی کی توہین کا بدلہ ضرور لیا جائے گا جسے تین حقیر افراد نے ایک فلیٹ میں بند کرنے کی کوشش کی تھی۔"

"اور کچھ....؟" رحمان صاحب طویل سانس لے کر بولے۔

"اور پھر باقی تو حاشیہ آرائیاں ہیں۔"

"خیر میں ضمیمہ دیکھوں گا۔ یہ بہت اچھا ہوا کہ یہ معاملہ آئی۔ ایس۔ آئی نے اپنے ذمے لے لیا۔"

"جی ہاں، بہتر ہی ہوا ہے۔"

"مجھے تازہ ترین حالات سے باخبر رکھنا۔"

"بہت بہتر جناب!"

رحمان صاحب نے ریسیور کریڈل پر رکھا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی پھر بجی۔ اس بار سر سلطان نے بھی وہی سوال کیا جو اُن کا ماتحت ذرا دیر پہلے کر چکا تھا۔

"نہیں، میں نے ضمیمہ نہیں دیکھا۔" رحمان صاحب نے کہا۔ "لیکن مجھے اسکی اطلاع مل چکی ہے۔"

"کیا خیال ہے؟"

"حالات سے فائدہ اٹھانے ہی کا نام ذہانت ہے۔" رحمان صاحب نے کہا۔ عجیب سی مسکراہٹ اُن کے لبوں پر کھیل رہی تھی۔

"حالات نہیں، بلکہ مواقع کہو۔" سر سلطان کی آواز آئی۔

"لیکن کب تک؟"

"کوئی نہ کوئی صورت ضرور نکلے گی۔"

"اس نئے موڑ پر نظر رکھنا۔"

"میں، اب مطمئن ہوں۔" سر سلطان نے کہا۔

"کل سے آفس جاؤں گا۔ کوئی بات ہو تو وہیں کال کرنا۔" رحمان صاحب نے کہا اور دوسری طرف سے رابطہ منقطع ہونے کی آواز سن کر ریسیور کریڈل پر رکھ دیا۔



عمران نے فون پر کسی کے نمبر ڈائیل کیے اور جب وہ ماؤتھ پیس میں بولا تو صفدر متحیر رہ گیا کیونکہ آواز عمران کی نہیں تھی۔ بالکل ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اونچے طبقے کی کوئی بے حد انگریز عورت بول رہی ہو۔

وہ کہہ رہا تھا۔ "اپنے چیف ہارپر کو ریسیور دو۔ اپنی شناخت میں اس پر ظاہر کروں گی۔ جلدی کرو" پھر کسی قدر ٹھہر کر بولا۔ "ہیلو ہارپر.... غالباً تم سمجھ گئے ہو گے.... اوہو! اب بھی نہ سمجھے! اچھا تو سنو! تم اول درجے کے احمق ہو۔ خواہ مخواہ اپنے آدمی ضائع کر رہے ہو۔ وہ میرا ہے۔ تم لوگوں کے ہاتھ اُسے نہیں لگنے دوں گی.... اوہ، اچھا! اتنا بڑا دعویٰ نہ کرو، ہارپر! تنظیم کی قوت نہیں ہے۔ میری اور صرف میری قوت ہے۔ تم ٹی تھری بی کو کیا سمجھتے ہو؟ کہتی ہوں اپنی فورس سمیت یہاں سے چلے جاؤ۔ ورنہ تم میں سے کوئی بھی ذہنی طور پر صحیح نہیں رہے گا۔ پوری فورس میاؤں میاؤں کرتی پھرے گی۔ یہ میری آخری وارننگ ہے۔"

نے کے اندر اندر یہاں سے چلے جاؤ.... مجھے اُس کی تلاش کیوں ہے؟ تمہیں ضرور بتاؤں گی۔ وہ
ژل دے سوف کا معمہ حل کر لینے میں کامیاب ہو گیا ہے.... اور میں اسے پسند نہیں کرتی لہذا
سے ہر حال میں مر جانا چاہئے۔"

عمران ریسیور کریڈل پر رکھ کر صفدر کی طرف مڑا اور اُسے آنکھ مار کر مسکرانے لگا۔

"آنکھیں بند کر کے یہ آواز سنتا تو میں خود بھی بلیوں کی سی آوازیں نکالنے پر مجبور ہو جاتا۔"
فدر نے کہا۔

"نہیں، شاعری کرنے لگتے۔"

"یہ ہار پر کون ہے۔"

"اُن ہی لوگوں کا چیف، جن میں سے کچھ بلیاں بنائے جا چکے ہیں۔ وہ اُن تینوں میں سے ایک
تھا، جنھوں نے ڈیلیا کو پکڑنے کی کوشش کی تھی۔"

"کیا ڈیلیا سچ مچ ٹی تھری بی ہی تھی؟"

"وہی تھی اور مجھے افسوس ہے کہ میں اُسے اُس وقت دیکھ سکا تھا جب وہ ثریا کے ساتھ میرے
فلیٹ پہنچی تھی۔ میں نے سوچا کہ اب اُسے فلیٹ کی تلاشی بھی لے لینے دوں اور میرا خیال ہے کہ
اور شروع میں اُسے مخالف کیمپ کی ایجنٹ سمجھتا رہا تھا۔"

"لیکن آخر اُس نے اُسے پہچانا کیونکر۔ جب کہ آپ کہتے ہیں کہ اس کی شناخت ناممکن ہے۔"

"اسی پر تو مجھے بھی حیرت ہے۔"

"خیر اب کیا پروگرام ہے؟"

"مریخ کا طلسم توڑوں گا۔"

"ہمیں، اُس سے کیا تکلیف ہے۔ تھری بیا ہمیں تو بلیک میل نہیں کر رہی۔"

"ہاں، اس سلسلے میں یہ نکتہ غور طلب ہے۔"

"دوسرے کیمپ کے بارے میں کیا سوچا ہے۔ اُسکے ایجنٹ بھی تو آپ کی تلاش میں ہیں۔"

"لیکن ان کا انداز جارحانہ نہیں ہے۔"

"اگر کسی مرحلے پر ہو گیا تو....؟"

"اُن سے بھی اسی طرح نپٹوں گا، جیسے دوسروں سے نپٹ رہا ہوں۔"

"جولیا کو ڈیلیا کی وجہ سے بڑی تشویش ہو گئی تھی۔"

عمران کچھ نہ بولا اور فون پر کسی کے نمبر ڈائل کرنے لگا۔ اس بار بھی وہ ٹی تھری بی ہی کی م
کاری کر رہا تھا۔

"کون ہے.... رومونوف سے ملاؤ.... یہ میں اُسی کو بتاؤں گی کہ میں کون ہوں۔"

وہ خاموش ہو کر غالباً رومونوف کا انتظار کرنے لگا تھا۔ کچھ دیر بعد بولا۔ "ہیلو! تمہیں یہاں
میری موجودگی کا علم ہو گیا ہو گا؟.... اوہو، تمہیں نہیں معلوم کہ میں کون ہوں۔ حیرت انگی
حالانکہ شاید تین بار ہم مل چکے ہیں۔ اس حوالے پر شاید پہچان سکو.... ٹھیک سمجھے۔ تمہیں مط
کر رہی ہوں کہ عمران میرا شکار ہے۔ خواہ مخواہ اپنی انرجی ضائع نہ کرو۔ میں نہیں چاہتی کہ تم م
سے بھی کسی کا وہی حشر ہو، جو ہارپر کے ساتھیوں کا ہو رہا ہے۔ اس سے زیادہ اور کچھ نہیں ک
چاہتی۔ دس وی دانیا۔"

"دو دھاری چلا رہے ہیں۔" صفدر ہنس کر بولا۔

"کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے۔"

"لیکن عمران صاحب! آخر کب تک؟ ایک پارٹی کو آپ نے یہ بھی بتادیا ہے کہ آپ باؤ
دے سوف کا معمہ حل کر چکے ہیں۔"

"اور اب وہ پارٹی میرے سلسلے میں اپنی سرگرمیاں اور تیز کر دے گی۔"

"گویا آپ دیدہ دانستہ اُن سے الجھ رہے ہیں۔"

"بہت دنوں بعد ہاتھ پیر کھولنے کا موقع ملا ہے۔" عمران مسکرا کر بولا۔

"لیکن یہ خطرناک بھی ہے۔ جس طرح انہوں نے سر سلطان کو اغوا کیا تھا اگر اسی طر
رحمان صاحب کو بھی....!"

"اس کا امکان ہے۔"

"تو پھر اس بارے میں کیا سوچا ہے؟"

"دیکھا جائے گا۔ میں پہلے سے کچھ نہیں سوچتا۔ بدلتے ہوئے حالات کے تحت راہ عم
تعین کرتا ہوں۔"

"کیا واقعی آپ نے باؤل دے سوف کا معمہ حل کر لیا ہے؟"

"قریب، قریب۔"

"تو پھر اب آپ کیا کریں گے؟"

"ابھی تک کوئی فیصلہ نہیں کر سکا۔ لیکن میں ملک کے لئے اپنی معلومات کا سودا ضرور کرنا چاہوں گا۔"

"یعنی اٹامک ری پروسیسنگ پلانٹ۔"

عمران کچھ نہ بولا۔ وہ کسی گہری سوچ میں پڑ گیا تھا۔ اتنے میں فون کی گھنٹی بجی اور عمران نے صفدر کو اٹینڈ کرنے کا اشارہ کیا۔

"وہ ریسیور کان سے لگائے کچھ سنتا رہا۔ پھر اُسے عمران کی طرف بڑھادیا۔ دوسری طرف سے کوئی عورت کہہ رہی تھی۔ "ہیلو.... ہیلو.... مائیٹی فیمیل کالنگ، دی کریک مین.... ہیلو!"

"ہیلو! بیوٹی فل۔" عمران نے دیدے نچائے۔

"کیا تم سمجھتے ہو کہ مجھ سے چھپ سکو گے؟"

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا ورنہ اس انسٹرومنٹ کی گھنٹی کیسے بجتی؟ لیکن یہ بہت بُرا ہے کہ تم اتنی باخبر رہتی ہو۔"

"تم مجھے کیوں بدنام کر رہے ہو؟"

"اپنا پیچھا چھڑانے کے لئے۔ پہلے تم نے مجھے استعمال کیا۔ اب میں تمہیں استعمال کر رہا ہوں۔"

"بُرا اس لئے نہیں مان سکتی کہ اس سے میرے کاز کو فائدہ پہنچا ہے۔"

"ایسا ہے کہ تم اپنے ادارے کی پبلسٹی کا کام مجھے سونپ دو۔ معقول معاوضے پر یہ خدمت انجام دے سکتا ہوں۔"

"یہاں بیٹھ کر تم کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ باہر نکلو۔"

"مثلاً کہاں جاؤں؟"

"پہلے پوری بات سن لو۔"

"فون پر....؟"

"نہیں اس کے لئے دوسرا ذریعہ اختیار کیا جاسکتا ہے۔"

"وہ بھی جلدی سے بتادو۔"

"مالی کے کوارٹر کے عقب والی جھاڑی میں ذریعہ موجود ہے.... اٹھالاؤ۔" دوسری طرف سے عورت کی آواز آئی اور پھر رابطہ منقطع ہو گیا۔

عمران نے ریسیور کریڈل پر رکھ کر طویل سانس لی اور صفدر کی طرف مڑ کر بولا۔ "مالی کے کوارٹر کے عقب والی جھاڑیوں میں جو کچھ بھی ملے اٹھالاؤ۔"

"کک.... کیا مطلب....؟ وہ کیا بکواس کر رہی تھی؟ کون تھی؟ میں نے تو ریسیور آپ کو اس لئے دیا تھا کہ آپ بھی محظوظ ہو سکیں۔"

"طاقتور عورت، دیوانے مرد کو پکار رہی تھی۔"

"ہاں، غالباً اسی طرح کال ہو رہی تھی۔"

"تھریسیا تھی۔ جاؤ، جلدی سے اٹھالاؤ، جو کچھ وہاں ملے۔"

صفدر اُسے بغور دیکھتا ہوا کمرے سے نکل گیا۔ عمران اب بھی رانا پیلس ہی میں مقیم تھا۔

تھوڑی دیر بعد صفدر واپس آگیا۔ اُس کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا ٹیپ ریکارڈر تھا۔ اس نے وہی عمران کی جانب بڑھاتے ہوئے کہا۔ "اس کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا۔"

"گڈ۔" عمران اسے ہاتھ میں لیتا ہوا بولا اور الٹ پلٹ کر دیکھنے لگا۔

"کیا قصہ ہے؟"

"فی الحال تنہائی چاہتا ہوں۔" عمران بولا۔

"اوہ.... اچھا....!" صفدر نے کہا اور کمرے سے چلا گیا۔

عمران تھوڑی دیر تک یونہی بے حس و حرکت بیٹھا رہا۔ پھر ٹیپ ریکارڈر کا سوئچ آن کر دیا۔ پہلے ہلکی سی سرسراہٹ سنائی دی پھر تھریسیا کی آواز کمرے میں گونجنے لگی۔ وہ کہہ رہی تھی۔ "غا... تم نے اندازہ لگا لیا ہو گا کہ تم فی الحال یہاں نہیں ٹھہر سکتے۔ تمہاری حکومت دشواری میں پڑ... ہے۔ تو پھر کیا یہ مناسب نہ ہو گا کہ تم کچھ دنوں کے لئے باہر چلے جاؤ۔ کچھ دنوں کے بعد معا... ٹھنڈا پڑ جائے گا اور مجھے اب یقین آ گیا ہے کہ باؤل دے سوف کے نیگیٹو تمہارے پاس نہیں ہیں... تمہارے گھر والے بے حد اچھے لوگ ہیں۔ میں اُن سے معذرت خواہ ہوں۔ خصوصیت... تمہاری ماں، مجھے بہت پسند آئیں اور تمہارے باپ کا رویہ بھی میرے ساتھ بُرا نہیں تھا۔ حالا... بے حد سخت گیر آدمی ہیں۔ گھر والوں پر شہنشاہوں کی سی حکمرانی کرتے ہیں۔ بہر حال تمہار...

لئے باضابطہ طور پر باہر چلے جانا کچھ مشکل نہ ہوگا۔ جعلی پاسپورٹ بھی تیار کر سکتے ہو۔ کسی بھی میک اپ میں تم یہ کام کر سکتے ہو۔ تمہارے لئے مشکل نہیں ہے۔ اس میں دیر نہ ہونی چاہئے۔ دونوں ہی کیمپ تمہارے لئے بہت بے چین ہیں۔"

ٹیپ میں اس سے زیادہ اور کچھ نہیں تھا۔ عمران اس کا سوئچ آف کر کے بڑبڑایا۔ "مشورے کا شکریہ، محترمہ! میں نے پہلے ہی سے انتظام کر رکھا ہے۔ اتنا گھامڑ نہیں ہوں جتنا تم سمجھتی ہو۔!"



ھارپر بے حد سفاک آدمی تھا۔ اُس کے تحت کام کرنے والے اُس سے خائف رہتے تھے۔ وہ اور اُس کے ماتحت ملک میں سیاحوں کی حیثیت سے داخل ہوئے تھے لیکن پھر تھریسیا سے مڈ بھیڑ والے واقعے کے بعد اُسے اپنے دو ماتحتوں سمیت کھل جانا پڑا تھا... اور اُس نے سرکاری طور پر یہاں اپنی موجودگی کا جواز یہ کہہ کر پیش کیا تھا کہ وہ تھریسیا کا تعاقب کرتے ہوئے ملک میں داخل ہوئے تھے۔ حالانکہ یہ بالکل غلط تھا۔ ان کے فرشتوں کو بھی علم نہیں تھا کہ ڈیلیا موران تھریسیا ہی تھی۔

پہلے تو اُس نے اس کی طرف توجہ ہی نہیں دی تھی۔ خاصا وقت گزر جانے کے بعد خیال آیا تھا کہ کہیں وہ مخالف کیمپ کی کوئی ایجنٹ نہ ہو۔ اس کا خدشہ تو اس پر شروع سے ہی مسلط رہا تھا کہ کہیں عمران مخالف کیمپ کے ہتھے نہ چڑھ جائے اور یہ خیال بھی اس وقت آیا تھا جب ڈیلیا رحمان صاحب کی کوٹھی سے عمران کے فلیٹ میں منتقل ہوگئی تھی۔ موقع غنیمت جان کر اپنے دونوں ماتحتوں سمیت عمران کے فلیٹ میں گھس پڑا تھا۔ وہ بھی محض مخالف کیمپ کی کسی ایجنٹ کے لئے نہیں، بلکہ خود عمران کے لئے۔ فلیٹ میں ڈیلیا کی منتقلی کی بنا پر خیال آیا تھا کہ کہیں عمران فلیٹ ہی میں نہ چھپا بیٹھا ہو اور وہ وہاں اُس سے کسی قسم کا سودا کرنے کے لئے نہ منتقل ہوئی ہو۔ اسی لئے وہ اتنی بے جگری سے فلیٹ میں جا گھسے تھے۔ تھریسیا والی داستان تو ہوش میں آنے کے بعد گھڑی تھی تاکہ اس طرح اپنی غیر قانونی مداخلت کے لئے جواز پیدا کر سکے۔

بہر حال اس وقت تک وہ اُسے مخالف کیمپ ہی کی کوئی ایجنٹ سمجھتا رہا تھا۔ جب تک عمران کی کال نہیں آئی تھی، وہی کال جو عمران نے آواز بدل کر تھریسیا کی طرف سے کی تھی اور اب وہ دونوں ہاتھوں سے سر تھامے بیٹھا سوچ رہا تھا کہ بسا اوقات جھوٹ بھی حیرت انگیز طور پر سچ ہو جاتا ہے۔

اس کے دونوں ماتحت ٹام اور ٹونی اُسے خاموشی سے دیکھ رہے تھے۔ پھر ٹام نے پوچھا۔ "کس کی کال تھی چیف؟ تم کچھ پریشان سے نظر آ رہے ہو۔"

"نہیں، میں خود کو احمق محسوس کر رہا ہوں۔" ہارپر کسی کٹکھنے کتے کی طرح غرایا۔

"کوئی خاص بات....؟" ٹونی بولا۔

"وہ تھریسیا ہی تھی۔"

"کون....؟"

"وہی عورت جو ہمیں عمران کے فلیٹ میں جل دے گئی تھی۔"

"کک.... کیسے معلوم ہوا؟"

"یہ اُسی کی کال تھی۔"

"تھریسیا کی....؟" دونوں بیک وقت بولے۔

"ہاں۔ اُسی کی کال تھی.... اور اُسے بھی عمران کی تلاش ہے کیونکہ اُس کی دانست میں عمران نے باؤل دے سوف کا معمہ حل کر لیا ہے۔ لیکن وہ اُسے پسند نہیں کرتی۔"

"یہ تو انہونی ہوئی ہے چیف۔" ٹام بولا۔

"لیکن تصدیق ہو گئی ہے کہ عمران یہاں موجود ہے ورنہ تھریسیا کو اُس کی تلاش یہاں کیوں ہوتی؟ اور ہمارے ساتھی تھریسیا ہی کی حرکت پر اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھے ہیں۔"

"تو پھر اب کیا سوچا ہے چیف؟"

"بکواس بند کرو۔" ہارپر دھاڑا۔ "ابھی ابھی تو مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ تھریسیا ہی تھی۔ اتنی جلدی کیا سوچ لوں گا؟"

"معافی چاہتا ہوں چیف!" ٹام گڑبڑا کر بولا.... اور ٹونی خشک ہونٹوں پر زبان پھیر کر رہ گیا۔

ہارپر کا موڈ خراب ہو گیا تھا۔ اُس کے دونوں ماتحت اچھی طرح جانتے تھے کہ اگر وہ اُس کے سامنے موجود رہے تو کسی نہ کسی پر نزلہ گرتا رہے گا۔ اُن کی پچھلی کوتاہیاں بھی ہارپر کو یاد آتی رہیں گی اور وہ انہیں بُرا بھلا کہتا رہے گا۔ تھریسیا کے اس طرح نکل جانے کی ساری ذمہ داری اُس نے انہی دونوں پر ڈال دی تھی۔

ٹونی نے ڈرتے ڈرتے کہا۔ "چیف! ہم ذرا سفارت خانے تک جانا چاہتے ہیں۔"

"نہیں جا سکتے۔" ہارپر میز پر ہاتھ مار کر بولا۔

ٹونی طویل سانس لے کر رہ گیا۔ لیکن اُس کی آنکھوں میں یہ سوال صاف پڑھا جا سکتا تھا کہ

وں نہیں جا سکتے۔

ٹام بھی استفہامیہ انداز میں ہارپر کی طرف دیکھنے لگا تھا۔

"اب تم جہاں بھی جاؤ گے سادہ لباس والے تمہارا تعاقب کریں گے۔" ہارپر نے انہیں

ورتے ہوئے کہا۔ "اس واقعے کے بعد مجھے اپنی شناخت ظاہر کر دینی پڑی تھی۔ اگر تھریسیا کا نام نہ

نا تو ہر طرح دشواری میں پڑتا۔ اب اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں کہ ہم فوری طور پر یہاں

ے چلے جائیں ورنہ سفارت خانہ دشواری میں پڑے گا۔"

"لیکن یہ جو اتنے لوگ ذہنی توازن کھو بیٹھے ہیں؟"

"یہ قطعی نہیں بتا سکتے کہ ان پر کیا گزری تھی اور کون اس کا ذمہ دار ہے۔ زیرو لینڈ کی طرف

ے یہ ظاہر کیا جا رہا ہے کہ یہ اس کا کارنامہ ہے۔"

"تو پھر واقعی یہاں رکنا وقت ہی ضائع کرنے کے مترادف ہوگا۔"

"اپنے کمروں میں جاؤ اور مجھے سوچنے دو۔" ہارپر جھلا کر بولا۔

"دونوں اٹھ گئے تھے۔ ہارپر کے کمرے سے نکل کر وہ سٹنگ روم میں آئے تھے اور اس طرح

یک دوسرے کو دیکھنے لگے تھے جیسے جو کچھ بھی اُن کے ذہنوں میں ہو، اُسے خود نہ کہنا چاہتے

وں۔ بلکہ دوسرے سے سننا چاہتے ہوں۔ آخر ٹونی بولا۔ "میرا خیال ہے اب صرف ہم تین ہی

ہنی طور پر صحت مند رہ گئے ہیں۔"

ٹام کچھ نہ بولا۔ خاموشی سے ٹونی کی طرف دیکھتا رہا۔

"ہارپر کو میں نے پہلے کبھی اتنا پریشان نہیں دیکھا۔" ٹونی نے قدرے توقف سے کہا۔

"میرا بھی یہی خیال ہے۔" ٹام بولا۔

"اور اب اُسے ہیڈ کوارٹر کے کسی پیغام کا انتظار ہے۔"

"حالانکہ پہلے کبھی اُس نے اپنے کسی آپریشن میں ہیڈ کوارٹر کی مداخلت پسند نہیں کی۔"

"میرا خیال ہے اُسے تھریسیا کی دخل اندازی سے پریشانی ہوئی ہے۔"

"اُن چٹانوں میں پائی جانے والی تحریری دھمکی کے بعد ہی سے وہ بہت زیادہ فکر مند نظر آنے

لگا تھا۔"

"اور پھر تھریسیا نے براہِ راست اُسے فون پر مخاطب کر کے بھی کچھ کہا تھا۔ لیکن شاید اُس نے ہمیں پوری بات نہیں بتائی تھی۔"

"آخر تھریسیا اس معاملے میں کیوں دخل اندازی کر رہی ہے؟"

"یہی تو سمجھ میں نہیں آتا۔"

"کہیں عمران ڈبل ایجنٹ نہ ہو!"

"کیا مطلب؟"

"اپنے ملک کے علاوہ زیرولینڈ کے لئے بھی کام نہ کرتا ہو!"

"اس کا امکان ہے کیونکہ ہم پہلے بھی کئی ایسے ایجنٹوں سے دوچار ہو چکے ہیں۔"

"اگر یہ بات ہے تو تھریسیا کا رویہ غیر فطری نہیں ہے۔"

"مگر سب سے عجیب بات دوسری ہے۔ کیا ہمارا چیف سچ مچ تھریسیا کے لئے اُس فلیٹ میں غیر قانونی طور پر داخل ہوا تھا؟"

"نہیں، وہ تو ہوش میں آنے کے بعد بات بنائی گئی۔"

"لیکن وہ حقیقتاً تھریسیا نکلی۔"

"یہی تو سمجھ میں نہیں آتا۔"

"اس معاملے میں کہیں نہ کہیں کوئی گڑبڑ ضرور ہوئی ہے۔"

"میں نہیں سمجھا، تم کیا کہنا چاہتے ہو؟"

"بھلا تھریسیا کو اس پس ماندہ ملک سے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے؟"

"زیرولینڈ کے زیادہ تر یوٹٹ پسماندہ ممالک ہی میں قائم کیے گئے ہیں۔"

"اس مسئلے پر اُس وقت تک کوئی سیر حاصل بحث نہیں ہو سکتی جب تک یہ نہ معلوم ہو جائے کہ ہم اس شخص یعنی عمران کو کیوں گھیر رہے ہیں۔"

"یہ تو مجھے نہیں معلوم۔"

"کیا ہم بھی اُسے باؤل دے سوف ہی کے سلسلے میں گھیر رہے ہیں؟"

"میں یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتا۔ اصل بات تو ہارپر ہی کو معلوم ہو گی۔"

"اوہ! جہنم میں جائے.... میں اس عمارت میں بند ہو کر نہیں بیٹھ سکتا۔"

"حکم کی تعمیل تو کرنی ہی پڑے گی۔"

"ہاں، شاید....!"

"تم اچھی طرح جانتے ہو کہ حکم نہ ماننے والوں کو وہ کسی نہ کسی طرح ڈبل ایجنٹ ثابت کر کے جیل میں ڈلوا دیتا ہے۔"

"کیا اسی لئے سب اس سے متنفر نہیں ہیں؟"

"اس کے باوجود بھی انہیں اُسی کی ماتحتی میں رہنا پڑتا ہے۔"

دفعتاً قدموں کی چاپ سنائی دی اور وہ خاموش ہو گئے.... اور پھر ہارپر کمرے میں داخل ہوا۔ دونوں اٹھ گئے۔

"تیاری کرو۔" اس نے کہا۔

"کس بات کی؟" ٹام نے پوچھا۔

"تین بجے والی فلائٹ سے ہماری روانگی ہے۔"

"اوہ....!" ٹام نے گھڑی پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "تو پھر جلدی کرنی چاہئے.... لیکن اُن کا کیا ہوگا جو اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھے ہیں؟"

"اپنے کام سے کام رکھو۔" ہارپر اُسے گھورتا ہوا غرایا۔ "غیر ضروری بکواس مت کرو۔" وہ کمرے سے چلا گیا۔ ٹونی بُرا سا منہ بنا کر بولا۔ "اس بیہودہ آدمی سے ہمیں کب نجات ملے گی؟"

"چھوڑو بھی۔" ٹام ہنس کر بولا۔ "چلنے کی تیاری کرو۔"

وہ اپنے اپنے کمروں میں چلے گئے۔

ہارپر اپنے کمرے میں سامان پیک کر رہا تھا۔ اُس کی آنکھوں سے فکر مندی مترشح ہو رہی تھی۔ اچانک فون کی گھنٹی بجی اور اس نے مضطربانہ انداز میں ریسیور اٹھالیا۔ دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز آئی۔

"میں ہارپر بول رہا ہوں۔" اُس نے ماؤتھ پیس میں کہا۔

"میں، تھریسیا ہوں۔"

"اوہ! شاید تمہاری آواز بدل گئی ہے۔" ہارپر نے کہا۔

"کیا مطلب....؟"

"کچھ دیر پہلے بھی تم نے مجھ سے گفتگو کی تھی لیکن آواز یہ نہیں تھی۔"

"اوہ.... ہاں.... شاید! تم اس کی فکر نہ کرو۔ میں سو ڈھنگ سے بول سکتی ہوں۔"

"اب کیا کہنا چاہتی ہو؟"

"ہمارا مطالبہ پورا ہونے کی کیا صورت ہو گی؟"

"بجٹ کا دسواں حصہ۔" ہارپر طویل سانس لے کر بولا۔

"ہاں، اس سے کم پر بات نہیں ہو سکتی۔"

"لیکن مجھے اس میں کیا دخل۔" ہارپر بولا۔ "میں اپنی حکومت کی مشینری کا ایک بہت چھوٹا سا پرزہ ہوں۔ کسی بڑے سے اس مسئلے پر بات کرو، اور ہاں، میرے آدمیوں نے تمہارا کیا بگاڑا تھا؟"

"کن آدمیوں کی بات کر رہے ہو؟"

"جو اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھے ہیں۔"

"جو بات ہو چکی ہے اس کے بارے میں گفتگو نہیں کی جا سکتی۔ یہ کیوں نہیں سوچتے کہ تم خود کیوں بچ گئے ہو۔"

"مجھے اسی پر حیرت ہے۔"

"تم اس لئے بچ گئے ہو کہ اب میرے لئے کام کرو گے۔"

"مم.... میں نہیں سمجھا۔"

"ڈبل ایجنٹ کی حیثیت سے۔"

"اگر میں نہ کرنا چاہوں تو....؟"

"تمہارا بھی وہی حشر ہو گا جو تمہارے دوسرے آدمیوں کا ہوا ہے۔"

"مجھے کیا کرنا پڑے گا، تمہارے لئے؟"

"یہ بعد کو بتایا جائے گا اور یقین کرو کہ تم خسارے میں بھی نہیں رہو گے۔"

"اوہو! تو کیا مالی منفعت کی بھی صورت ہے؟" ہارپر کی آنکھوں میں مکارانہ چمک لہرائی۔

"یقیناً ہم مفت کام نہیں لیتے۔"

"اچھی بات ہے تو مجھے بتاؤ کہ کیا کرنا ہو گا اور اُس کا معاوضہ کتنا ہو گا؟"

"تم سوداکاری کی پوزیشن میں نہیں ہو، ہارپر!"

"کیا مطلب؟"

"پوری طرح میرے قابو میں ہو۔ اگر میں تمہیں کوئی معاوضہ نہ دوں، تب بھی تمہیں میرے لئے کام کرنا پڑے گا۔"

"ضروری نہیں ہے کہ تمہارا یہ خیال درست ہو۔"

"کون سا خیال؟"

"یہی کہ میں، تمہارے قابو میں ہوں۔ میں دیکھوں گا کہ تم کس طرح میرا ذہنی توازن بگاڑنے میں کامیاب ہوتی ہو؟"

"اس کے بغیر بھی میں، تمہیں کتوں کی طرح بھونکنے پر مجبور کرسکتی ہوں۔ کیا تم پیرس کی وہ رات بھول گئے؟ ۱۳ اپریل ۱۹۷۵ء کی رات یاد کرو۔ جب تم نے کیفے رائل میں ...."

"ب.... بس.... پلیز! فون پر نہیں۔" ہارپر ہانپنے لگا۔

"اچھا.... اب کتے کی طرح بھونک کر سناؤ۔ میں تمہیں اس پر مجبور نہ کرتی لیکن لاف و لزاف مجھے پسند نہیں ہے۔ تم نے کچھ دیر پہلے کہا تھا کہ تم دیکھو گے میں کس طرح تمہارا ذہنی توازن بگاڑنے میں کامیاب ہوتی ہوں۔ اس کے جواب میں میں نے کہا تھا کہ اس کے بغیر بھی میں تمہیں کتے کی طرح بھونکنے پر مجبور کرسکتی ہوں.... سو اب بھونک کر سناؤ ورنہ غرق ہو جاؤ گے۔ میں گھڑی دیکھ رہی ہوں۔ تمہیں پورے ایک منٹ تک بھونکتے رہنا ہے۔"

"مم.... میں.... دیکھو.... بچوں کی سی باتیں نہ کرو۔" ہارپر ہانپتا ہوا بولا۔

"کہو تو تمہاری اور وارشلوف کی گفتگو کا ٹیپ بھی فون ہی پر سنوادوں۔"

اس حوالے پر اُس نے سچ مچ بھونکنا شروع کردیا۔

ٹھیک اُسی وقت ٹام اور ٹونی بھی تیار ہو کر اُس کمرے کی طرف آئے تھے اور دروازے پر دستک دینے ہی والے تھے کہ اندر سے بھونکنے کی آواز آئی۔ دونوں نے چونک کر ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور دروازے سے کان لگادیے۔ بھونکنے کی آواز اب بھی آرہی تھی اور ایسا بھی کیا کہ وہ اپنے چیف کی آواز نہ پہچان سکتے۔ دونوں بھڑک کر بھاگے اور سیدھے صدر دروازے کی طرف دوڑتے چلے گئے۔

اس کے بعد وہ کمپاؤنڈ ہی میں رکے تھے۔ ٹونی نے ٹام کا شانہ جھنجھوڑتے ہوئے کہا۔ "آخر یہ کیسی دیوانگی ہے؟ کوئی بلی بن جاتا ہے اور کوئی کتا۔"

"سیدھے سفارتخانے کی طرف نکل چلو۔ میں تو اب یہاں ایک منٹ کے لئے بھی نہیں رک سکتا۔" ٹام نے ہانپتے ہوئے کہا اور دونوں نے کمپاؤنڈ کے پھاٹک کی طرف دوڑ لگا دی۔



ہارپر کے چہرے پر پسینے کی بوندیں پھوٹ آئی تھیں۔ ریسیور کریڈل پر رکھ کر وہ آرام کرسی کی پشت گاہ سے ٹک گیا۔ اُس کی آنکھیں چھت سے لگی ہوئی تھیں اور سینہ کسی لوہار کی دھونکنی کی طرح پھول پچک رہا تھا۔

تھوڑی دیر بعد اُس نے جیب سے رومال نکالا اور چہرے کا پسینہ خشک کرنے لگا۔ دفعتاً فون کی گھنٹی پھر بجی اور اُس نے کسی قدر ہچکچاہٹ کے ساتھ ریسیور اٹھالیا۔

"ہیلو!" اُسے خود اپنی آواز بہت دور سے آتی محسوس ہوئی۔

"امید ہے کہ اب تم دوبارہ بات چیت کے قابل ہوگئے ہوگے۔" دوسری طرف سے تھریسیا کی آواز آئی۔

"تم آخر صاف صاف گفتگو کیوں نہیں کرتیں؟"

"فی الحال، اتنا ہی کافی ہے۔ اعتراف کرو کہ تمہیں اپنی پوزیشن کا احساس ہوگیا ہے۔"

"ہاں، میں سمجھتا ہوں کہ اب تم، مجھے بلیک میل کروگی۔"

"کیا مجھے اپنی معلومات سے فائدہ نہ اٹھانا چاہئے۔ یقین کرو کہ تمہاری اور وارشلوف کی گفتگو کا ٹیپ بھی میرے پاس موجود ہے۔ گفتگو میں اُس فائل کا ذکر بھی آیا تھا جس کی ایک اہم دستاویز کی فوٹو کاپیاں تم نے اُس کے حوالے کی تھیں۔ تم ڈبل ایجنٹ ہو اور اب بھی اپنے ملک کے راز آہنی پردے کے پیچھے پہنچاتے رہتے ہو۔ ہیلو! کیا تم سوگئے؟"

"نن.... نہیں.... میں سن رہا ہوں اور پھر پوچھتا ہوں کہ تم مجھ سے کیا چاہتی ہو؟"

"فی الحال تمہیں اپنے ہیڈ کوارٹر کو یہ اطلاع دینی ہے کہ عمران مخالف کیمپ کے ہتھے چڑھ گیا ہے۔"

"میرے پاس اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔"

"میں تم سے اس کا ثبوت نہیں مانگ رہی۔"

"لیکن ہیڈ کوارٹر تو مانگے گا۔"

"مجھے اس سے سروکار نہیں۔۔۔۔ میں تو تمہیں بتا رہی ہوں کہ اس سلسلے میں تمہاری رپورٹ ہو گی۔"

"وہ رپورٹ نہیں بلکہ محض ایک نکتۂ نظر ہو گا جسے میں دلائل کے ذریعے استحکام نہیں دے سکونگا۔"

"یہی سہی۔"

"لیکن دلائل کے بغیر میرا یہ نکتہ نظر قابل قبول نہ ہو گا۔"

"یہ تمہارا اپنا دردِ سر ہے۔"

"اچھی بات ہے۔ میں دیکھوں گا۔" ہارپر بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "ویسے میرا خیال ہے کہ تمہارے ہتھے چڑھ گیا ہے۔"

لیکن اس ریمارک کا جواب سننے کی بجائے رابطہ منقطع ہو جانے کی آواز آئی۔ وہ کئی سیکنڈ تک ریسیور کان سے لگائے بے حس و حرکت بیٹھا رہا۔

یہ نئی افتاد پڑی تھی۔ اگر اس کا راز طشت از بام ہو جاتا تو زندگی کے لالے پڑ جاتے۔ اس سے ماضی میں ایک زبردست غلطی سرزد ہوئی تھی، جس کا خمیازہ اُسے اس وقت بھگتنا پڑ رہا تھا۔

جن دنوں کا حوالہ تھریسیا نے دیا تھا وہ فرانس میں اپنے ملک کے لئے کام کر رہا تھا۔ مخالف کیمپ کے ایجنٹ وارشلوف سے وہیں ملاقات ہوئی تھی اور وہ نہیں جانتا تھا کہ وہ مخالف کیمپ کا ایجنٹ ہے۔ ہارپر کو جوئے کی لت بھی تھی۔ ایک بار وہ بہت بڑی رقم ہار گیا جس میں وہ رقم بھی شامل تھی جو سرکاری طور پر اس کی تحویل میں رہتی تھی اور کسی وقت بھی اس کا کام پڑ سکتا تھا۔ دراصل فرانس میں اُس کی حیثیت اپنے محکمے کے خزانچی کی سی تھی اور اُس کے ذمے یہ کام تھا کہ وہ یورپ کے مختلف ممالک میں متعینہ ایجنٹوں کی مالی ضروریات پوری کرتا رہے۔ اس دشواری سے اُسے وارشلوف نے نکالا تھا لیکن اس کے لئے ہارپر کو بھاری قیمت ادا کرنی پڑی تھی۔ اُسے اپنے ملک کا ایک راز وارشلوف کے حوالے کرنا پڑا تھا اور پھر تو یہ سلسلہ چل ہی نکلا تھا اور اس کی حیثیت ڈبل ایجنٹ کی سی ہو کر رہ گئی تھی۔ اگر کسی طرح یہ راز افشا ہو جاتا تو ہارپر کو جہنم رسید ہو جانے سے کوئی بھی نہ بچا سکتا لیکن اُس کے فرشتوں کو بھی علم نہیں تھا کہ زیرو لینڈ والی تنظیم کے جاسوسوں نے بھی اُس پر نظر رکھی تھی اور اس حد تک گئے تھے کہ اُس کے اور وارشلوف کے

درمیان ہونے والی سوداکاری کو بھی ریکارڈ کرلیا تھا.... تو گویا اب وہ ٹریپل ایجنٹ بن کر رہ جائے گا۔ وہ سوچتا رہا اور ہانپتا رہا۔ زندگی میں پہلی بار اس نے اتنی بے بسی محسوس کی تھی۔ ذہن کی کیفیت تھی کہ اپنے گردو پیش سے بالکل لاتعلق ہو گیا تھا۔ یہ بھی یاد نہیں رہا تھا کہ اپنے ماتحتوں سے روانگی کے لئے تیاری کرنے کو کہہ چکا ہے اور خود اُسے بھی اس سلسلے میں کچھ کرنا ہے۔

دفعتاً فون کی گھنٹی پھر بجی اور وہ اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس بار بھی تھریسیا ہی کی آواز سن کر رہ چکرا گیا۔ وہ کہہ رہی تھی "تم شاید سمجھ رہے ہو کہ میں تمہیں بلف کر رہی ہوں۔ سنو، اس گفتگو کا ٹیپ جو تمہارے اور وارشلوف کے درمیان ہوئی تھی۔"

ہار پر سنتا رہا اُس کے جسم پر ٹھنڈے پسینے کی لکیریں رینگتی رہیں گفتگو کا ایک ایک لفظ ریکارڈ کیا گیا تھا جس کے اختتام پر تھریسیا کی آواز آئی۔ "کیا خیال ہے۔ پوری طرح میری گرفت میں ہو یا نہیں۔"

"ہاں.... ہاں.... ہاں۔" دفعتاً وہ جھلا کر چیخا اور مزید کچھ سنے بغیر ریسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔

ذرا دیر کو ایسا محسوس ہوا تھا جیسے حواسِ خمسہ ہی جواب دے گئے ہوں۔ پھر بُری طرح چونکا تھا۔ اُسے یاد آ گیا تھا کہ روانگی کے لئے تیار ہونا ہے۔ تھریسیا نے اُسے اُس کی ایک کمزوری سے آگاہ کر دیا تھا.... لیکن کچھ کرنے کو نہیں کہا تھا۔

اس نے کمرے سے نکل کر ٹونی اور ٹام کو آوازیں دیں لیکن جواب نہ پا کر جھنجھلا گیا۔

پھر وہ انہیں ساری عمارت میں تلاش کرتا پھرا تھا۔

"کہاں چلے گئے، مردود؟" وہ مٹھیاں بھینچ کر بڑبڑایا۔

آخر وہ گئے کہاں۔ وہ سوچتا ہوا جھلاتا رہا۔ اُنہیں اس کی جرأت کیوں کر ہوئی۔ اس نے انہیں عمارت ہی تک محدود رہنے کو کہا تھا کہیں کمپاؤنڈ میں نہ ہوں۔ اس نے سوچا اور صدر دروازہ کھول کر بیرونی برآمدے میں آیا۔ یہاں بھی سناٹا تھا۔ اُس نے پھر انہیں آوازیں دیں لیکن کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا۔

غصے میں بھرا ہوا اندر واپس آ گیا.... اگر وہ دونوں اس وقت سامنے پڑ جاتے تو اُن کی خیر نہیں تھی.... اندر آ کر بیٹھا ہی تھا کہ اچانک بہت سے قدموں کی آہٹیں سنائی دیں اور وہ چونک پڑا۔ پھر اٹھ ہی رہا تھا کہ آنے والے سٹنگ روم میں داخل ہوئے۔ یہ سفارت خانے کے چار ذمے دار افراد تھے اور اُن کے ساتھ ٹام اور ٹونی بھی تھے۔ دروازے کے قریب رک کر وہ اُسے ایک

نظروں سے دیکھنے لگے کہ ہارپر نروس ہو گیا اور فوری طور پر خیال آیا کہ کہیں ٹام اور ٹونی نے فون پر ٹھریسا سے اس کی گفتگو تو نہیں سن لی تھی۔

"یہ تو سیدھا کھڑا ہے؟" سفارت خانے کا ایک آدمی بولا۔

"کک.... کیا بات ہے؟" ہارپر بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔"اس طرح کیوں دیکھ رہے ہو.... اور تم دونوں کہاں چلے گئے تھے؟ جب کہ میں نے تمہیں، عمارت ہی تک محدود رہنے کی تاکید کی تھی۔

"بول بھی ٹھیک ہی رہا ہے۔" سفارت خانے ہی کے ایک آدمی نے دوسرے کی طرف دیکھ کر کہا۔ ٹام اور ٹونی خاموش رہے۔

"یہ کیا بکواس کر رہے ہو، تم لوگ؟" ہارپر بھنا کر بولا۔

"تمہارے آدمیوں نے اطلاع دی تھی کہ تم بھونکنے لگے ہو۔" سفارت خانے کے ایک آدمی نے جواب دیا۔

"کیوں....؟ یہ کیا بکواس تھی؟" ہارپر، ٹونی اور ٹام کی طرف دیکھ کر غرایا۔

"ہم نے سنا تھا، چیف! دونوں نے سنا تھا۔ ورنہ اسے سماعت کا دھوکا بھی سمجھا جا سکتا تھا۔ تم اپنے کمرے میں تھے اور ہم اپنے تیار ہونے کی اطلاع دینے گئے تھے۔"

"شاید اس وقت تم دونوں ہی کے دماغ الٹ گئے ہوں گے۔" ہارپر نے بُرا سا منہ بنا کر کہا اور سفارت خانے والوں سے بولا۔"مجھے افسوس ہے کہ ان دونوں کی ایک حماقت کی بناء پر تمہیں زحمت اٹھانی پڑی۔"

"کوئی بات نہیں۔ تم لوگوں کی روانگی کا وقت بھی ہو رہا ہے۔ کیا تم تیار ہو؟"

"ہاں۔" ہارپر نے کہا اور اپنے ماتحتوں کو گھورنے لگا۔

"ہم اپنی تیاری کی اطلاع....!"

"شٹ اَپ۔" ہارپر نے ٹونی کا جملہ پورا نہ ہونے دیا.... اور وہ بُرا سا منہ بنا کر رہ گیا۔

تھوڑی دیر بعد سفارت خانے کی لمبی سی گاڑی میں بیٹھ کر وہ ایئرپورٹ کی طرف روانہ ہو گئے۔



بلیک زیرو، کمرے میں داخل ہوا۔ عمران، کرسی پر پڑا اونگھ رہا تھا۔ قدموں کی چاپ پر چونک

پڑا اور سیدھا ہو کر بیٹھتا ہوا بولا۔ ''کیا خبر ہے؟''

''وہ تینوں، پین ایم کی تین بجے والی فلائٹ سے چلے گئے۔''

''کون تینوں....؟''

''ہارپر اور اُس کے ساتھی۔''

''انہیں تو جانا ہی تھا۔ ایکسپوز ہو جانے کے بعد کیسے رک سکتے تھے؟''

''لیکن اُس سے پہلے ایک عجیب واقعہ پیش آیا تھا.... قریباً ساڑھے بارہ بجے اُس کے دونو ساتھی بڑی بدحواسی کے عالم میں بنگلے سے نکلے تھے اور ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر سفارت خانے گئے تھے۔ وہاں انہوں نے سفیر کو اطلاع دی کہ ہارپر کتوں کی طرح بھونکنے لگا ہے۔''

''واقعی'' عمران کے لہجے میں حیرت تھی۔

''مجھے یہی رپورٹ ملی ہے، جناب! بہرحال سفارتخانے سے کچھ لوگ، اُن کے ساتھ بنگلے تک آئے تھے پھر بنگلے کے اندر کیا ہوا؟ یہ نہیں معلوم ہو سکا۔ اس کے بعد وہ سب ہارپر سمیت باہر نکلے تھے اور سفارتخانے کی گاڑی میں بیٹھ کر ایئرپورٹ کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔''

''کیا اس وقت بھی اُسے بھونکتے سنا گیا تھا؟''

''جی نہیں، وہ خاموش تھا۔ ایئرپورٹ پر بھی کسی سے گفتگو کرتے ہوئے نہیں دیکھا گیا۔''

''بڑی عجیب بات ہے۔ بہرحال، جو کچھ بھی ہوا ہے۔ اُس میں میرا ہاتھ نہیں ہے.... یا پھر محض ڈرامہ ہو۔''

''آخر کیوں؟ اُسے اس قسم کے ڈرامے کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی؟''

''فی الحال قیاساً بھی کچھ نہیں کہہ سکتا۔'' عمران نے پُر تفکر لہجے میں کہا اور جیب میں چیونگم کا پیکٹ تلاش کرنے لگا۔ پھر بلیک زیرو سے بولا۔ ''چیونگم ختم۔''

''ابھی آجائے گی۔''

''دیکھو بھئی! اب میں یہاں سے نکلنا چاہتا ہوں۔''

''میری دانست میں ابھی یہ مناسب نہ ہوگا۔''

''تھریسیا جانتی ہے کہ میں یہاں ہوں۔''

''تو کیا فکر ہے۔ وہ تو آپ کی مدد کر رہی ہے۔''

"میں اس پر اعتماد نہیں کر سکتا پتہ نہیں کس چکر میں ہے؟ اور پھر میں، اسے بھی پسند نہیں
ر تا کہ وہ یہاں اس طرح دندناتی پھرے۔ اُسے یہاں سے جانا چاہئے۔ اس نے مجھے مشورہ دیا تھا
ہ میں میک اپ میں یہاں سے نکل جانے کی کوشش کروں۔"

"میری دانست میں اس کا مشورہ معقول تھا۔"

"اس سے زیادہ نامعقول مشورہ اور کوئی ہو ہی نہیں سکتا۔"

"آپ بہتر سمجھ سکتے ہیں۔"

"کچھ سوچ سمجھ کر ہی بات کر رہا ہوں۔ باؤل دے سوف والے معاملے میں وہ مطمئن نہیں
ہوئی۔ اگر اس نے اس بار مجھے کنفیشن چیئر پر بٹھا دیا تو سب کچھ اگلوا لے گی۔"

"یہ بات تو ہے۔"

"میں، ملک سے باہر جاؤں گا اور وہ اس سے پوری طرح باخبر رہنے کی کوشش کرے گی اور پھر
ہیں نہ کہیں موقع دیکھ کر گھیرے گی۔"

"بہر حال، ابھی آپ دشواریوں ہی میں ہیں۔"

"پہلے میرا خیال تھا کہ رانا پیلس کی نگرانی نہیں کی گئی۔ صرف ایک بار ہار پر کے آدمیوں نے
یہاں تک سر سلطان کا تعاقب کیا تھا لیکن اب یہ خام خیالی سے زیادہ نہیں۔ یہاں تھریسیا کی کئی
کالیں آچکی ہیں۔"

"اور آپ، انہیں ریسیو بھی کر چکے ہیں۔"

"عمران ہی کی حیثیت سے۔" وہ سر ہلا کر بولا۔

"تب تو واقعی آپ کو اور کچھ سوچنا چاہئے۔"

"دونوں کیمپوں کی مجھے ذرہ برابر پرواہ نہیں ہے۔"

"وہ تو میں دیکھ ہی رہا ہوں۔"

"اگر حکومت کے ملوث ہو جانے کا خطرہ نہ ہوتا تو میں اس طرح چھپ کر نہ بیٹھتا۔"

"میں جانتا ہوں، جناب!"

"جولیانا فٹنر واٹر کو یہاں بلاؤ۔"

"وہ اچانک بیمار ہو گئی ہے۔"

"کیا ہوا ہے اُسے؟"

"ملیریا میں مبتلا ہو گئی ہے۔"

"جوزف کا کیا حال ہے؟"

"حالت خراب ہے۔"

"شاید مر ہی جائے۔" عمران نے پُر تفکر لہجے میں کہا۔ "سوچنے کی بات ہے۔ کہاں چھ بوتلیں یومیہ.... اور کہاں ایک قطرہ بھی نہیں۔"

"وہ آپ سے ملنا چاہتا ہے۔"

"فی الحال اُسے دور ہی رکھو، مجھ سے۔"

بلیک زیرو کچھ کہنے ہی والا تھا کہ فون کی گھنٹی بجی اور بلیک زیرو نے کال ریسیو کر کے ریسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

دوسری طرف سے تھریسیا کی آواز آئی۔ "وہ تینوں تو چلے گئے۔"

"مجھے علم ہے۔" عمران نے کہا۔

"تم کب جا رہے ہو؟"

"میں کہاں جاؤں؟"

"پیرس میں تمہارے لئے انتظام کر دیا جائے گا۔"

"کسی ایسی جگہ بھجواؤ جہاں مکھیاں بکثرت ہوں۔"

دوسری طرف سے قہقہے کی آواز آئی پھر کہا گیا۔ "اب اتنی مایوسی بھی مناسب نہیں کہ مکھیاں مارنے پر اُتر آؤ۔"

"جب سے اپنے اغوا ہو جانے کی خبر سنی ہے، دل قابو میں نہیں ہے۔ آخر مجھے اتنا گلفام ہونے کی کیا ضرورت تھی۔"

"سنجیدگی سے بتاؤ کہ کب روانہ ہو رہے ہو؟"

"تم سنجیدگی سے بتاؤ کہ مجھ میں اس قدر دلچسپی لینے کی کیا وجہ ہے؟"

"تم کئی بار میرے کام آ چکے ہو۔ اب میں تمہارے کام آنا چاہتی ہوں۔"

"ابھی یہاں چیونگم کا قحط نہیں پڑا۔ تم اپنے کام سے کام رکھو۔ آخری بار وارننگ دے رہا ہوں۔"

یہاں سے چلی جاؤ.... ورنہ مجھے اپنا فرض ادا ہی کرنا پڑے گا۔"

"میں تمہاری قوم کو ایک بڑے نقصان سے بچانا چاہتی ہوں۔"

"وضاحت کرو۔"

"کچھ دنوں پہلے جو اسکائی لیب خلا میں تباہ ہوئی تھی اُس کے ٹکڑے زمین پر آرہے ہیں۔ میں
تی ہوں کہ اُس کا کوئی ٹکڑا تمہارے ملک میں نہ گرے۔"

"اگر کوئی ٹکڑا ادھر آ ہی رہا ہے تو اس کا رخ کیسے تبدیل کیا جا سکے گا؟"

"ہم کر سکتے ہیں اور اپنی اسی کارکردگی کی بناء پر ہم انہیں ایک اچھا سبق دیں گے۔ کیپ
ڑی کی برف باری سے کوئی جانی نقصان نہیں ہوا تھا۔ لہٰذا انہوں نے ہمارے مطالبے کو کوئی
ت نہیں دی لیکن جب اسکائی لیب کا کوئی ٹکڑا ان کے کسی اسکائی اسکریپر پر گرے گا تو عقل
نے آجائے گی۔"

"اور وہ اپنے بجٹ کا دسواں حصہ تمہاری خدمت میں پیش کر دیں گے۔" عمران نے مضحکہ
نے کے سے انداز میں کہا۔

"انہیں کرنا ہی پڑے گا۔ جب ایک اسکائی لیب کے گرنے سے سینکڑوں جانوں کا اتلاف
....اور سنو.... اُن احمقوں نے جنوبی امریکہ میں مریخ کی تلاش شروع کر دی ہے۔"

"جنوبی امریکہ میں....؟" عمران کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ہاں، پتا نہیں، کس بناء پر وہ ایسا کر رہے ہیں۔ بہر حال جھک مار رہے ہیں۔ وہ زیرو لینڈ کی
ت سے ناواقف ہیں۔"

"اگر تم میرے ملازم جوزف کو دوبارہ مریخ پر بھجوا سکو تو میں تمہارا بے حد احسان مند ہونگا۔"

"میں نہیں سمجھی۔"

"یہاں اب اُسے شراب نہیں مل سکے گی۔"

"اوہ، اچھا! اگر تم چاہو تو تمہیں بھی دوبارہ مریخ پر بھیجا جا سکتا ہے۔"

"مجھے کسی قسم کے بھی نشے سے دلچسپی نہیں ہے۔"

"ہاں، تو میں یہ کہہ رہی تھی کہ اگر تم مجھ سے تعاون کرو تو ہر قسم کی دشواریوں میں تمہارے
وں گی۔"

"تعاون.... کیا مطلب؟ کیا ابھی مجھ سے مزید کوئی غرض وابستہ ہے؟"

"شاید میں جلدی میں کچھ غلط کہہ گئی۔ مطلب یہ تھا کہ تمہیں ہر حال میں میرا تعاون حاصل رہے گا۔"

"بہت بہت شکریہ۔"

"تو پھر تم پیرس جاؤ گے۔"

"پیرس ہی کیوں؟"

"تو پھر تم کہاں جانا چاہتے ہو؟"

"کل صبح نو بجے پھر کال کرنا۔ میں تمہیں بتادوں گا۔"

"اتنی دیر لگاؤ گے، فیصلہ کرنے میں۔"

"ہاں، کئی پہلوؤں سے اس مسئلے پر غور کرنا پڑے گا۔"

"اچھی بات ہے۔ یہی سہی۔"

"دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہونے کی آواز آئی اور عمران نے ریسیور کریڈل پر رکھتے ہوئے بلیک زیرو سے پوچھا۔ "کیا تم کل صبح، میری عدم موجودگی میں اُسے ہینڈل کر سکو گے؟"

"یقیناً کر سکوں گا لیکن آپ اس سلسلے میں پہلے مجھے کسی قدر تربیت دیں گے۔"

"میں دراصل اُس کی زد سے بچارہ کر یہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ اب وہ کس چکر میں ہے؟"

عمران نے اُسے بتانا شروع کیا تھا کہ اُسے اس سلسلے میں کیا کرنا چاہئے۔

دن بھر بلیک زیرو، عمران کی آواز کی نقل اُتارنے کی مشق کرتا رہا تھا اور اُسے اس میں کامیابی بھی ہوئی تھی۔

اسی دن سر شام ایک لوڈنگ ٹرک، رانا پیلس میں داخل ہوا، جس میں ڈرائیور کے علاوہ دو مزدور بھی تھے۔ کمپاؤنڈ کا پھاٹک اس کے داخلے کے بعد بند کر دیا گیا۔ مزدوروں میں سے ایک عمارت میں داخل ہوا تھا اور تھوڑی دیر کے بعد بر آمد ہو کر دوسرے مزدور کو بھی اندر بلالیا تھا اور پھر انہوں نے کچھ پرانا فرنیچر نکال کر ٹرک پر بار کرنا شروع کر دیا تھا۔

ٹرک کی روانگی کے وقت پھاٹک دوبارہ کھولا گیا اور دونوں مزدور ٹرک کے پچھلے حصے میں بیٹھ گئے۔ ٹرک پھاٹک سے نکل کر ایک جانب روانہ ہو گیا پھر وہ کباڑی مارکیٹ میں رکا تھا۔

مزدوروں میں سے ایک نیچے اُترا اور قریبی چائے خانے میں داخل ہو گیا۔ صرف ایک مزدور ٹرک پر رہ گیا تھا۔ ٹرک پھر حرکت میں آیا اور آگے بڑھتا چلا گیا۔ چائے خانے میں داخل ہونے والے مزدور نے چائے طلب کی اور تقریباً دس پندرہ منٹ چائے خانے میں گزار دینے کے بعد نکلا۔ کچھ دور پیدل چلنے کے بعد ایک رکشہ رکوایا اور رکشے والے کو آنکھ مار کر بولا۔ ''میٹر سے چلو گے یا سرپٹ۔''

''کہاں جانا ہے؟'' رکشے والے نے پوچھا۔

''شہر گھمادو۔''

وہ، اُسے مشکوک نظروں سے دیکھتا ہوا بولا۔ ''شاید نشے میں ہو؟''

لیکن دوسرے ہی لمحے مزدور اچھل کر سیٹ پر بیٹھ گیا۔

''موڈل ٹاؤن چلو۔''

''اُدھر نہیں جانا۔'' رکشے والا سڑا سا منہ بنا کر بولا۔

''پھر کدھر جانا ہے؟''

''شاداب کالونی۔ گاڑی رکھنے کا ٹائم ہو رہا ہے۔''

''چلو، تو پھر شاداب کالونی ہی چلتے ہیں۔''

''مغز پھر گیا ہے کیا؟'' رکشے والا تیز لہجے میں بولا۔

''میں کہہ رہا ہوں، شاداب کالونی ہی چلو۔'' مزدور نے بھی کسی قدر غصہ ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

''چلو، لیکن یاد رکھنا.... مجھے کمزور نہیں پاؤ گے۔''

''اے تو کیا کشتی بھی لڑو گے؟'' مزدور نے ہنس کر پوچھا۔

''میں آسانی سے لٹ جانے والوں میں سے نہیں ہوں۔'' اس نے کہا اور رکشہ چل پڑا۔

''تم شاید مجھے اُن لٹیروں میں سے سمجھ رہے ہو جو کبھی کبھی رکشہ اور ٹیکسی ڈرائیوروں پر ہاتھ صاف کر دیا کرتے ہیں۔'' مزدور نے اونچی آواز میں کہا۔

''میں کچھ نہیں جانتا۔ وقت آنے پر دیکھا جائے گا۔''

''یار کیوں خواہ مخواہ پریشان ہو رہے ہو اور مجھے بھی پریشان کر رہے ہو؟'' مزدور نے کہا۔ ''میں ایک شریف آدمی ہوں۔ صرف محنت مزدوری پر گزارا ہے۔''

"تو پھر ماڈل ٹاؤن کے بجائے شاداب کالونی کیوں جا رہے ہو؟"

"کوئی باتیں کرنے کو نہیں مل رہا تھا۔"

"کیا کسی سونے کی کان کے مزدور ہو؟"

"نہیں یار! چھڑے ہیں، اپن تو۔ اس لئے سونے کی کان ہی کا مزدور سمجھ لو۔ کون ہے آگے پیچھے جس کی فکر ہو گی۔ بس کمانا اور اڑانا۔"

"میں واقعی شاداب کالونی ہی جاؤں گا۔" رکشے والے نے کہا۔

"میں کب اسے مذاق سمجھا تھا۔ میں بھی شاداب کالونی ہی جا رہا ہوں۔"

"یاد رکھو، وہ ماڈل کالونی کی بس جا رہی ہے۔ زیادہ بھری ہوئی بھی نہیں ہے۔ ابھی سے چلے جاؤ۔"

"کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میں تمہیں کرایہ نہیں دوں گا؟"

"اچھی بات ہے تو چلو۔"

"لیکن خاموش رہنے کی نہیں ہو رہی۔ باتیں کرتے چلو گے۔" مزدور نے کہا۔

"یار واقعی جھکی ہی معلوم ہوتے ہو۔ کیا باتیں کرتا چلوں۔ میرے رشتے دار بھی نہیں ہو کہ ماما، خالہ کی خیریت پوچھوں۔"

"کوئی ہے ہی نہیں۔ پوچھو گے کیا؟"

"کیا کام کرتے ہو؟"

"کباڑے کا....." مزدور نے جواب دیا۔

"رہتے کہاں ہو؟"

"ماڈل کالونی کی ایک کوٹھی کے سرونٹس کوارٹر میں۔"

"وہاں کیسے جگہ مل گئی....؟ کوئی جاننے والے ہیں؟"

"ہاں، میرا دوست اس کوٹھی میں باورچی ہے۔"

رکشے والا خاموش ہو گیا۔ ذرا دیر بعد مزدور نے کہا۔ "مجھے ایک ایسے آٹو رکشہ گیراج کی تلاش ہے جس کے آس پاس کوے بولتے رہتے ہوں۔"

"اب کیا پاگل پن کی بھی باتیں کرو گے؟" رکشے والا ہنس کر بولا۔

"نہیں بھائی! مجھے اپنے ایک دوست کی تلاش ہے، جو اسی شہر میں رہتا ہے اور ایسے ہی ایک آٹو

یراج کے پاس رہتا ہے جہاں ہر وقت کوے بولتے رہتے ہیں۔"

"تم بھی اسی شہر میں رہتے ہو؟"

"وہ، میرے بعد آیا تھا۔ اُسے میرا پتا نہیں معلوم تھا۔ اس درمیان میں اپنے گاؤں گیا ہوا تھا۔ ہاں سنا کہ وہ بھی یہیں ہے۔ گاؤں میں اس نے کسی کو بتایا تھا کہ وہ ایک آٹو گیراج کے اوپر رہتا ہے۔ جہاں نیچے انجنوں کا شور رہتا ہے اوپر کوؤں کی کائیں کائیں۔"

"اور تم اس پتے پر اُسے ڈھونڈنے نکلے ہو۔ اسی لئے مجھے روکا تھا... اور اسی لئے شاداب لونی جارہے ہو کہ مجھ سے ایسے آٹورکشا کا پتہ پوچھو۔"

"یار تم تو سمجھ گئے۔" مزدور ہنس کر بولا۔ "شاید تمہیں بھی میری ہی طرح جاسوسی ناولیں پڑھنے کا شوق ہے؟"

"شوق تو ہے لیکن میں تمہاری طرح جھکی نہیں ہوں۔"

"یار ذرا سوچ کر بتاؤ، کہاں ہے ایسی جگہ؟"

"بھائی کوے کہاں نہیں بولتے؟"

"لیکن ہر جگہ بہت زیادہ نہیں ہوتے۔"

"ہاں، یہ بات تو ہے۔" رکشے والے نے کہا اور رفتار کم کر کے رکشے کو سڑک کے کنارے روک دیا۔

"کیا بات ہے؟" مزدور نے پوچھا۔

"کچھ یاد آتے آتے رہ جاتا ہے۔" رکشے والے نے پُر تفکر لہجے میں جواب دیا۔

"یار، سوچو شاید میرا کام بھی بن ہی جائے۔"

"پتہ نہیں، کیا بات ہے؟ جب بھی سوچتا ہوں منہ میں دہی بڑوں کا مزہ آنے لگتا ہے۔"

"اچھا...!" مزدور کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ارے، وہ مارا۔" دفعتاً رکشے والا اچھل پڑا۔

"واقعی۔" مزدور بھی اچھل پڑا۔

"ہاں... یار... چڑیا گھر... چڑیا گھر کے پاس کئی گیراج ہیں۔"

"اوہ... ٹھیک کہتے ہو۔" مزدور نے کہا۔ "دہی بڑوں کا ذائقہ اور کوؤں کی آوازیں... بالکل

ٹھیک ہے۔ مجھے بھی یاد آ گیا۔ چڑیا گھر کے پھاٹک کے قریب ہی ایک چاٹ ہاؤس ہے۔ وہیں تم نے دہی بڑے کھائے ہوں گے اور چڑیا گھر پر منڈلانے والے کوؤں کی آوازیں بھی سنی ہوں گی۔"

"ہاں، ہاں.... یہی ہو سکتا ہے۔ تو بن گیا تمہارا کام؟"

"شاید بن ہی گیا ہو۔" مزدور نے کہا.... اور رکشے سے اُتر کر دس روپے کا ایک نوٹ رکشے والے کے ہاتھ پر رکھ دیا۔

"ارے واہ.... نہیں یار.... اسے اپنے پاس ہی رکھو۔" رکشے والا بولا۔ "اب تم شاداب کالونی بھی نہیں جا رہے۔"

"تمہیں ڈر تھا کہ میں تمہیں لوٹ لوں گا۔" مزدور بائیں آنکھ دبا کر مسکرایا اور تیزی سے مڑ کر ایک قریبی گلی میں داخل ہو گیا۔



دوسرے دن ٹھیک نو بجے بلیک زیرو نے تھریسیا کی کال ریسیو کی تھی.... اُس نے عمران کو پوچھا تھا۔

"وہ پچھلی رات کو چلے گئے۔ آپ کون ہیں؟"

"اس کی خیر خواہ.... اب اس سے کہاں ملاقات ہو سکے گی؟"

"اچھا تو شاید آپ وہی خیر خواہ ہیں جس کا ذکر انہوں نے کیا تھا۔"

"کیا کہا تھا؟"

"یہی کہ آپکی کال آنے پر آپ کو اُن کی روانگی سے مطلع کر دیا جائے۔ وہ پیرس گئے ہیں۔"

"کیا اُس نے کہا تھا کہ مجھے اس سے بھی آگاہ کر دیا جائے کہ وہ کہاں گیا ہے۔"

"جی ہاں....!"

"اچھا، شکریہ!"

دوسری طرف سے رابطہ منقطع ہونے کی آواز سن کر اُس نے ریسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

تھوڑی دیر بعد ایکس ٹو والے فون کی گھنٹی بجی۔ بلیک زیرو نے اس کی کال ایکسٹو کی آواز میں ریسیو کی تھی۔

دوسری طرف سے صفدر کی آواز آئی۔ "ٹھیک نو بجے جو کال ہوئی تھی، ٹریس ہو گئی ہے۔ یہ

کال چڑیا گھر کے قریب کے ایک میڈیکل اسٹور سے کی گئی تھی۔ فون کا نمبر تھری، سکس، ایٹ نائین، او، فائیو ہے۔"

"ٹھیک ہے، نمبر نوٹ کیا گیا۔ دوسری ہدایت کا انتظار کرو۔"

"بہت بہتر جناب!"

بلیک زیرو نے پر تفکر انداز میں ریسیور کریڈل پر رکھا تھا۔ لیکن اُسی فون کی گھنٹی پھر بجی۔

"ہیلو.....!" اس بار بھی بلیک زیرو نے ایکس ٹو ہی کی آواز میں کال ریسیو کی۔

"کیا خبر ہے؟" دوسری طرف سے عمران کی آواز آئی۔

"ٹھیک نو بجے کال آئی تھی جناب!" بلیک زیرو نے اپنی اصل آواز میں کہا۔ "آپ کی ہدایت کے مطابق اُس سے گفتگو کی تھی اور کال ٹریس بھی ہو گئی ہے۔ اس کام پر صفدر کو لگایا گیا تھا۔ کال چڑیا گھر کے قریب والے میڈیکل اسٹور سے کی گئی تھی۔ غالباً وہاں ایک میڈیکل اسٹور ہے۔ اس لئے صفدر نے اس کا نام بتانا چنداں ضروری نہ سمجھا ہو گا۔ فون کا نمبر نوٹ کیجئے۔" بلیک زیرو نے صفدر کے بتائے ہوئے نمبر دہرائے تھے۔

"تو پھر میرا خیال درست تھا۔" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"میں نہیں سمجھا جناب!"

"میڈیکل اسٹور کے برابر ہی ایک آٹو رکشہ گیراج ہے اور وہاں کوے ہر وقت کائیں کائیں کرتے رہتے ہیں۔"

"بات اور زیادہ الجھ گئی۔ اب کیا خاک سمجھوں گا۔" بلیک زیرو نے طویل سانس لے کر کہا۔

"میڈیکل اسٹور کے ساتھ آٹو گیراج کہاں سے آ کودا اور کوؤں کی کائیں کائیں کا مزید اضافہ کیا معنی رکھتا ہے؟ یہی جاننا چاہتے ہو نا؟"

"بہت بہت شکریہ، کہ میری دشواری آپ نے خود ہی سمجھ لی۔"

"جب جب بھی تھریسیا کی کال آئی تھی میں نے فون پر آٹو رکشا کی آواز کے ساتھ ہی کوؤں کی کائیں کائیں بھی سنی تھی.... اور پھر پچھلی شام ہی کو اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ جگہ کس علاقے میں ہو سکتی ہے۔ جہاں سے وہ کالیں کرتی ہے۔ اس وقت صفدر کی چھان بین سے اس کی تصدیق ہو گئی۔ اب میں اس میڈیکل اسٹور کو دیکھوں گا۔"

"لیکن میرا خیال ہے کہ ہم سے غلطی ہوئی۔" بلیک زیرو نے کہا۔

"کیسی غلطی....؟"

"آپ کی پہلی ہی اسکیم مناسب تھی کہ میں آپ کی آواز میں اس سے گفتگو کرتا رہوں۔ اس طرح وہ الجھی رہتی.... لیکن اب وہ شاید اُس فون کو استعمال ہی نہ کرے۔ کیونکہ آپ کی ہدایت کے مطابق میں نے اپنی آواز میں اُسے آگاہ کر دیا ہے کہ آپ پچھلی رات کی فلائٹ سے پیرس چلے گئے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ اب وہ بھی اُدھر ہی دوڑ لگا دے۔"

"مطمئن رہو.... اُسے تمہاری بات پر ہر گز یقین نہیں آیا ہوگا۔"

"بہر حال میں نے آپ کی ہدایت سے سر مو انحراف نہیں کیا۔"

"مجھے یقین ہے۔"

"آپ کہاں ہیں؟"

"ابھی کچھ نہیں بتا سکتا۔ ضروری سمجھوں گا تو بتا دوں گا۔ بہر حال اب میں اس میڈیکل اسٹور کو چیک کرنے کے بعد دوسری ہدایات جاری کروں گا۔ منتظر رہو۔"

"بہت بہتر جناب!" بلیک زیرو نے کہا اور رابطہ منقطع ہونے کی آواز سن کر ریسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

عمران کے دوسرے ماتحت اُسے طاہر کے نام سے جانتے تھے اور صرف رانا پیلس کا منتظم سمجھتے تھے۔ جوزف اور جیمسن ابھی یہیں مقیم تھے۔ شراب نہ ملنے کی وجہ سے جوزف کی حالت ابتر تھی اور جیمسن اُسے اولیاء اللہ کے قصے سناتا رہتا تھا۔ جوزف خاموشی سے سنتا رہتا تھا لیکن یقین کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا تھا کہ باتیں بھی سمجھتا تھا یا صرف آواز ہی سنتا رہتا تھا۔

اس وقت بھی دونوں ایک کمرے میں ایک دوسرے کے مقابل بیٹھے ہوئے تھے۔ جیمسن کی زبان چل رہی تھی اور جوزف کسی بت کی طرح جامد و ساکت بیٹھا ہوا تھا۔ پلکیں بھی نہیں جھپک رہی تھیں۔ جیمسن نے ابھی ابھی اُسے ایک ولی کا قصہ سنایا تھا اور اب یہ بتا رہا تھا کہ اس قصے میں کیا نصیحت پائی جاتی ہے۔

دفعتاً جوزف نے بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا۔ "تم ادھر بیٹھے ہوئے یا اُدھر؟"

"کیا مطلب؟"

"کبھی اِدھر نظر آتے ہو اور کبھی اُدھر۔"

"تو تم اتنی دیر سے یہی سوچتے رہے ہو؟"

"پھر کیا سوچوں....؟"

"اچھا.... ابھی تک میں کس بات پر زور دیتا رہا ہوں؟"

"شاید.... شاید.... انگور کی کاشت پر۔"

جیمسن نے اپنا سر پیٹ لیا اور جوزف نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔ "مجھے میرے حال پر وڑدو۔ گنہگاروں کے لئے عذاب شدید ہے۔ سو بھگت رہا ہوں.... خداوند نے پہلے ہی اس اب سے آگاہ کر دیا تھا۔ مجھ بد بخت نے کان نہیں دھرے تھے۔"

"تمہارا علاج ورزش ہے۔ ہر آدھے گھنٹے کے بعد ورزش کیا کرو۔"

"اُس نامراد کے بغیر مجھ سے کچھ بھی نہیں ہو سکے گا۔"

"وہم ہے تمہارا.... تم سب کچھ کر سکتے ہو۔"

"بس خیال ہے باس کا، ورنہ یہاں سے نکل بھاگتا۔"

"اس سے کیا ہوتا؟"

"وہ مجھے پکڑوا کر پھر مریخ پر بھجوا دیتی۔"

"حد ہو گئی۔ اس کے لئے تم پھر مریخ پر جانا چاہتے ہو۔"

"ارے، بھائی جیمسن! اس کے لئے تو میں ناپید ہونے کو بھی تیار ہوں.... ہائے یہ ذاب.... کاش! میں باس کے کہنے ہی پر چلا ہوتا۔ آہستہ آہستہ مقدار میں کمی کرتا جاتا.... لیکن ہیں، میری قسمت میں تو اس جہنم سے بھی گزرنا تھا۔ کیا یہ جہنم ہی نہیں ہے، بھائی جیمسن؟"

دفعتاً دروازے پر دستک ہوئی اور جیمسن نے اونچی آواز میں کہا۔ "آجاؤ۔"

بلیک زیرو دروازہ کھول کر اندر آیا۔ اس کے ہاتھ میں کسی دوا کی شیشی تھی۔ اُس نے اُسے وزف کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ "ہر آدھے گھنٹے کے بعد ایک ٹیبل اسپون۔"

"اس سے کیا ہوگا؟" جوزف نے جھلائے ہوئے انداز میں پوچھا۔

"طلب آہستہ آہستہ گھٹتی جائے گی۔"

"اے بھائی! طلب تو نہ چھینو، مجھ سے۔ شاید اسی کے سہارے کچھ دن جی لوں۔ طلب بھی نہ رہی تو پھر زندگی میں باقی کیا بچے گا؟"

"خالص تم باقی بچو گے.... خالص.... بالکل خالص اور آزاد.... نشے کی غلامی سے نجات پائے ہوئے جوزف.... خالص جوزف۔" جیمسن نے کہا۔

"جوزف بھی کیوں؟ بس خالص ہی خالص.... ہائے۔" جوزف پھر دردناک انداز میں کراہا۔

بلیک زیرو نے شیشی میز پر رکھتے ہوئے کہا۔ "اچھا، تو مسٹر خالص.... میں چلا۔"

"جاؤ، بھئی! روکا کس نے ہے؟"

"ایک ٹیبل اسپون بھی بھجوا دینا۔" جیمسن نے کہا۔

"ہرگز نہیں۔" جوزف آنکھیں نکال کر بولا۔ "میں اس قدر بے وفا نہیں ہوں کہ اُس کی طلب سے بھی منہ موڑلوں.... نہیں، بھائی! مجھے اس جہنم میں سلگنے دو۔"

بلیک زیرو نے شانوں کو جنبش دی اور کمرے سے چلا گیا۔

جیمسن پُر تشویش نظروں سے جوزف کو دیکھے جارہا تھا۔ آخر طویل سانس لے کر بولا۔ "ہر معاملے میں جذباتی ہو جانا مناسب نہیں ہوتا۔ یہ دوا استعمال کر کے تم اس عذاب سے بچ سکتے ہو۔"

"پھر وہی۔" جوزف جھلا کر بولا۔ "کون مردود اس عذاب سے بچنا چاہتا ہے۔ میں اپنے کیے کی سزا بھگتنا چاہتا ہوں۔"

"تمہاری مرضی....!"

"لیکن اتنا مضبوط بھی نہیں ہوں کہ ہائے وائے نہ کروں۔ تم اپنے کان بند کرلو یا یہاں سے چلے جاؤ۔"

"میں جارہا ہوں۔" جیمسن اٹھتا ہوا بولا۔

"دھمکاؤ نہیں، بلکہ سچ مچ یہاں سے چلے جاؤ۔"

جیمسن کمرے سے نکل کر بلیک زیرو کے کمرے کیطرف چل پڑا تھا لیکن وہ راستے ہی میں مل گیا۔

"بالکل ہی خبطی ہو رہا ہے۔" بلیک زیرو نے کہا۔

"ہم سبھی کسی نہ کسی نشے کے سہارے زندگی گزار رہے ہیں۔"

"میں تو سگریٹ بھی نہیں پیتا۔"

"کچھ نشے خالص ذہنی نوعیت کے ہوتے ہیں۔ دولت کا نشہ، اقتدار کا نشہ، فن کا نشہ، عورت کا نشہ وغیرہ وغیرہ۔ حد تو یہ ہے طاہر صاحب! کہ بندگی کا بھی نشہ ہوتا ہے۔"

"ان میں سے بھی کوئی نشہ، مجھ پر مسلط نہیں ہے۔"

"وہم ہے تمہارا، مسٹر طاہر.... پھر سے اپنا جائزہ لو۔"

"اس کی ضرورت ہی کیا ہے؟ کیوں خواہ مخواہ اپنا جائزہ لوں؟"

"مت لو، لیکن میرا دعویٰ ہے کہ تمہارا بھی کوئی نہ کوئی نشہ ضرور ہوگا۔"

"دنیا میں سبھی ایک جیسے نہیں ہوتے۔"

"نشے کے معاملے میں سب ایک جیسے ہیں۔ نشہ ہے کیا؟.... خود فراموشی.... خود فراموشی کی خواہش نشے تک لے جاتی ہے.... میری مثال لے لو.... میں بھی پہلے شراب کے دامن میں پناہ لیا کرتا تھا لیکن ہز میجسٹی نے یہ عادت ترک کرادی۔ اس کے بعد یہ ہوا کہ خوبصورت عورتیں، میرا نشہ بن گئیں۔ میں زیادہ تر انہی کے بارے میں سوچتا رہتا ہوں۔"

"لیکن کوئی نہیں جانتا کہ تم کیا سوچتے ہو.... اور تمہارے محض سوچتے رہنے سے کسی کا کیا بگڑتا ہے۔ شراب تو پینے والوں سے زیادہ نہ پینے والوں کے لئے مصیبت بن جاتی ہے۔"

"اس سے بحث نہیں ہے اور نہ میں نشے بازی کی طرف داری کر رہا ہوں۔ میں تو صرف یہ کہہ رہا ہوں کہ کسی نہ کسی قسم کے نشے کا رسیا ہر ایک ہوتا ہے۔ ابھی یہ بات تمہاری سمجھ میں نہیں آرہی۔ میدان حشر میں جب دماغوں کی بھی اسکریننگ ہوگی، تب دیکھنا۔"

"یار بس کرو۔ میرے دماغ میں اتنا بوتا نہیں ہے کہ اس حد تک سوچ سکوں.... دو اور دو چار والا آدمی ہوں۔"

"اچھا ختم....! اب یہ بتاؤ کہ ہماری پردہ نشینی کبھی ختم بھی ہوگی یا نہیں۔"

"جب تک ایکسٹو کی طرف سے اس قسم کی کوئی ہدایت نہیں ملتی ناممکن ہے۔"

"گھٹ کر رہ گیا ہوں، چہار دیواری میں۔"

"اور پھر گورنری بھی یاد آرہی ہوگی؟"

"بہت زیادہ.... اوپر تلے دس سیکریٹریاں تھیں اور سب ایک سے ایک.... کیسی سریلی آوازیں تھیں، واہ وا....!"

"تو گویا اس یونٹ کی پوری ذمہ داری تم پر تھی؟"

"سیکریٹریوں کے توسط سے مجھ پر۔ سارا کام وہ خود کرتی تھیں۔ میں صرف دستخط کیا کرتا تھا،

کاغذات پر..... یا پھر سوشل ورک۔"

"سوشل ورک.....؟ بھلا اُس کی کیا نوعیت ہوتی ہے؟"

"ساری دنیا کے جمہوریت پسند لیڈر خود کو عوام کا خادم کہتے ہیں۔ لیکن فرعونوں کی طرح زندگی گزارتے ہیں۔ زیرولینڈ کے لیڈروں کا معاملہ اس کے برعکس ہے۔ انہیں سچ مچ عوام کی خدمت کرنی پڑتی ہے۔ مثلاً میرا ہی معاملہ لے لو۔ مجھے کبھی کبھی بے بی سٹنگ بھی کرنی پڑتی تھی۔"

"کیوں بے پر کی اڑا رہے ہو؟"

"یقین کرو۔ جب کسی خاتون کو بے بی سٹنگ کے لئے کوئی نہیں ملتا تھا تو وہ، مجھے فون کرتی تھی کہ مسٹر گورنر، اگر رات کو کوئی مصروفیت نہ ہو تو ذرا میرے بچے کی دیکھ بھال کر لینا۔ میں رات کو ڈیوٹی کر رہی ہوں۔ گھر پر اور کوئی نہیں ہے۔"

"اور تم جاتے تھے؟"

"اگر مصروف نہیں ہوتا تھا تو جانا ہی پڑتا تھا۔"

"واقعی اگر یہ سچ ہے تو حیرت انگیز ہے۔"

"ایک بار تو ایک ضدی بچے نے رات بھر مجھ سے اپنی ٹرائیسکل چلوائی تھی۔ اس ننھی سی ٹرائیسکل پر بیٹھا ہوا میں اُسے اتنا ہی اچھا لگا تھا۔ یہ اور بات ہے کہ اس کے بعد میں ایک ہفتے تک تھکن کے بخار میں مبتلا رہا ہوں۔"

"تو گویا زیرولینڈ کے کسی یونٹ کا گورنر کلاؤن ہوتا ہے؟"

"اگر واقعی کلاؤن ہو تو اس کی ہردلعزیزی کی انتہا نہیں رہتی۔ سرکس کے کئی مسخرے وہاں بڑی اچھی گورنری کر رہے ہیں۔"

"اب تم سچ مچ ہانک رہے ہو۔" بلیک زیرو بے اعتباری سے بولا۔

"ہز میجسٹی سے پوچھ لینا۔ تھریسیا انہیں اسی لئے تو گھیر رہی ہے کہ انہیں زیرولینڈ کا شہنشاہ بنانا چاہتی ہے۔"

"بس ختم کرو۔" بلیک زیرو ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "مجھے اور بھی کام ہیں۔"

پھر وہ اُسے وہیں چھوڑ کر آگے بڑھ گیا تھا۔ جیمسن نے کاہلوں کے سے انداز میں جماہی لی اور آہستہ آہستہ منہ چلانے لگا۔



عمران اب بھی اُسی مزدور کے میک اپ میں تھا۔ جس میں رانا پیلس سے نکلا تھا.... ناکارہ پر لے جانے والے ٹرک پر اسی کے تین ماتحت تھے۔ ایک رانا پیلس ہی میں رہ گیا تھا جس کی واپسی پر عمران نے لی تھی۔ اس طرح وہ، رانا پیلس سے باہر نکلا تھا اور تھریسیا کی تلاش شروع ی تھی۔

اب وہ خود ہی اُس ڈرگ اسٹور کی نگرانی کر رہا تھا جس کے بارے میں بلیک زیرو سے اطلاع ملی ۔ کاؤنٹر پر ایک سیلز مین موجود تھا۔ اکاد کا گاہک آتا اور دوا خرید کر چلا جاتا اور سیلز مین پھر وہ لہ اٹھالیتا جس میں شاید وہ کوئی بہت ہی دلچسپ کہانی پڑھ رہا تھا۔ کہانی کا دلچسپ ہونا اس سے ن ہوتا تھا کہ جب بھی کوئی گاہک آتا، سیلز مین کے چہرے پر ناگواری کے تاثرات نظر آنے تھے۔ کاؤنٹر ہی پر فون بھی رکھا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔

کیا تھریسیا اس سیلز مین کی موجودگی ہی میں اُسے کالیں کرتی ہوگی؟ وہ سوچ رہا تھا.... سوال ہیں پیدا ہوتا۔ تو پھر کیا ان اوقات میں کاؤنٹر خالی رہا ہوگا یعنی اس نے وہ کالیں سیلز مین کی موجودگی میں کی ہوں گی؟ لیکن کس طرح....؟

وہ سوچ ہی رہا تھا کہ ایک ادھیڑ عورت ڈرگ اسٹور میں داخل ہوئی اور سیلز مین کے ہاتھ سے ہ چھوٹ گیا۔ بڑے بوکھلائے ہوئے انداز میں وہ اٹھا تھا۔

"اندر کون ہے؟" وہ کاؤنٹر کے عقب والے دروازے کی طرف ہاتھ اٹھا کر دھاڑی۔

عمران کے کان کھڑے ہوگئے۔ اس نے دیکھا کہ آٹو گیراج کے کچھ کاریگر بھی اسٹور کے نے آکھڑے ہوئے ہیں۔ بالکل ایسا ہی معلوم ہوتا تھا جیسے وہ اس موقعے کے منتظر ہی رہے ا۔ عمران بھی اُن کے پیچھے جا کر کھڑا ہو گیا۔ عورت برابر یہی سوال کئے جا رہی تھی کہ اندر ہے اور سیلز مین بُری طرح ہکلا رہا تھا۔

قریب کھڑے ہوئے ایک لڑکے نے دوسرے سے کہا۔ "آئی شامت، بڑے میاں کی۔"

"ابے تو کل کیوں گیا تھا، اُس کے گھر؟" دوسرے نے پوچھا۔

"یہی ڈرامہ دیکھنے کے لئے۔" پہلے نے جواب دیا۔

"اچھا تو بیٹا تم ہی بڑی بی کے کان میں پھونک آئے ہو؟"

"عمران خاموش کھڑا اُن کی گفتگو سنتا رہا۔ توجہ کاؤنٹر کی طرف بھی تھی۔ دفعتاً کاؤنٹر کے پیچھے والا دروازہ کھلا اور ایک معمر آدمی باہر نکل کر متوحش نظروں سے عورت کی طرف دیکھنے لگا۔

"اور کون ہے، اندر؟" عورت اُس کی طرف ہاتھ اٹھا کر چیخی۔

"لل.... لیکن تم یہاں کیا کر رہی ہو؟" بوڑھا ہکلایا۔

"میں کہتی ہوں نکالو.... اس حرامزادی کو باہر۔ ورنہ اچھا نہیں ہو گا۔"

بوڑھے نے بوکھلا کر اس مجمعے کی طرف نظر اٹھائی جو ڈرگ اسٹور کے سامنے اکٹھا ہو گیا تھا۔ عورت نے کاؤنٹر کے پیچھے پہنچنے کی کوشش شروع کر دی تھی لیکن بوڑھا اس کا راستہ روک کر کھڑا ہو گیا تھا۔

"میں کہتی ہوں، مجھے دیکھنے دو۔" وہ اُس کا گریبان پکڑ کر جھٹکے دیتی ہوئی پاگلوں کی طرح چیخنے لگی۔ "نکالو باہر، اس کلموہی، حرامزادی کو.... نکل کتیا، باہر نکل۔"

"چلو، ہٹو، ادھر سے کیوں بھیڑ لگائی ہے۔" سیلز مین نے مجمعے کو للکارا اور کئی لوگ ادھر اُدھر ہو گئے۔ لیکن زیادہ تر افراد ڈھٹائی سے کھڑے ہی رہے۔ ان میں عمران بھی تھا۔

"شٹر گرا دو۔" بوڑھے نے سیلز مین سے کہا.... اور وہ کاؤنٹر پھلانگ کر دونوں دروں کے شٹر گرانے لگا تھا۔

"کچھ لوگوں کے چہروں پر مایوسی پڑھی جا سکتی تھی۔ اندر سے اب بوڑھے کے چیخنے کی آوازیں بھی آ رہی تھیں۔

عمران نے گیراج کے ایک لڑکے کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر پوچھا۔ "کیا قصہ ہے یار؟"

"بڑے میاں کی بیگم نے دھاوا بولا ہے۔" لڑکا ہنس کر بولا۔

"کیوں....؟ کس لئے....؟"

"بڑے میاں آج کل اندر ایک کرسٹان عورت کو لیے بیٹھے رہتے ہیں۔"

"کب سے....؟ یہ تو بہت شریف آدمی معلوم ہوتے ہیں۔"

"کوئی ہفتے بھر سے آتی ہے۔ کہتے ہیں کہ اس سے انکم ٹیکس کا حساب بنوا رہا ہوں۔"

"تو ہو گی یہی بات۔ آخر یہ بیگم صاحبہ کیوں چڑھ دوڑیں؟"

"میراج ہی کے ایک لونڈے کی حرکت ہے۔ جڑ دیا جا کر بیگم سے۔"

"اچھا.... لیکن کیا وہ عورت ایک ہفتے سے پہلے بھی کبھی دکھائی دی تھی؟"

"نہیں تو...." لڑکے نے غور سے عمران کو دیکھتے ہوئے جواب دیا۔

عمران اُس کے پاس سے ہٹ کر چاٹ ہاؤس کے سامنے آ کھڑا ہوا۔ وہاں رکنے کا جواز تو پیدا ہی تھا۔ بھلا اُس "کلموئی، حرامزادی" کے درشن کیے بغیر وہاں سے کیسے ٹل سکتا تھا۔

دہی بڑے کھاتا اور دل ہی دل میں تھریسیا کو سلواتیں سناتا رہا تھا۔ دہی بڑے تھے یا ت.... یہ کہنا بھول گیا تھا کہ اوپر سے بھی مزید مرچیں نہ ڈالی جائیں۔ جیسے تیسے اس پلیٹ کو ناہی رہا تھا کہ ڈرگ اسٹور کے شٹر اٹھنے پر صرف عمران ہی نہیں متوجہ ہوا تھا بلکہ آس پاس تمام تماشائی چونک پڑے تھے اور شاید اس غیر متوقع خاموشی نے انہیں بھی متحیر کر دیا تھا۔

دفعتاً میڈیکل اسٹور کے مالک کی بیوی، دوسری جوان العمر عورت کے ساتھ اسٹور کی ھیوں سے اُترتی نظر آئی۔ دونوں ہنس ہنس کر باتیں بھی کرتی جارہی تھیں۔ تماشائی حیرت ایک دوسرے کا منہ دیکھ کر رہ گئے۔

اُدھر عمران نے چاٹ ہاؤس کے سیلز مین سے کہا۔ "یار! مرچوں نے باپ دادا تک کے نام ہ لیے ہیں۔ اب نہیں چل رہی.... یہ لو پیسے۔"

اس نے پلیٹ کاؤنٹر پر رکھ دی اور جیب سے پیسے نکال کر اُس کے سامنے ڈال دیئے۔ دونوں تیں عجلت میں نہیں معلوم ہوتی تھیں۔ مزے سے ٹہلتی چلی جارہی تھیں۔ عمران خاصے لے سے اُن کا تعاقب کرنے لگا۔

جوان العمر عورت، اسکرٹ اور بلاؤز میں تھی۔ سانولی سلونی رنگت والی کوئی دیسی کرسچین ت معلوم ہوتی تھی۔

قریباً ڈیڑھ فرلانگ تک پیدل چلنے کے بعد وہ ایک چھوٹے سے بنگلے کی کمپاؤنڈ میں داخل ئیں۔ عمران نے پھاٹک کے قریب سے گزرتے ہوئے نام کی تختی دیکھی، جس پر عابد رضوانی ر تھا۔

اُس نے طویل سانس لی... یا تو بڑی بی اتنی برافروختہ ہو رہی تھیں، یا اُسے اپنے ساتھ گھر لے ئیں۔ پتا نہیں اس "حرامزادی، کلموہی" نے کس طرح انہیں ہینڈل کیا تھا۔ عمران عش عش کرتا

ہوا بنگلے سے تھوڑے فاصلے پر جا کر رک گیا۔



رومونوف اپنے سفارت خانے کے شعبۂ ثقافتی اُمور کا سربراہ تھا۔ اس لئے دارالحکومت کی خاصی جانی پہچانی شخصیتوں میں اس کا شمار ہوتا تھا۔ شہرت کی سب سے بڑی وجہ اُس کی اردودانی تھی۔ اہل زبان کی طرح روانی سے اردو بول سکتا تھا۔ قدیم و جدید شعراء کے بیشمار اشعار اُسے زبانی یاد تھے اور شہر بھر کے شعراء سے اس کا یارانہ تھا۔ مشاعروں کی صدارت بھی کرتا تھا۔ ثقافتی تقاریب میں مقامی لباس پہن کر شریک ہوتا۔

آج وہ ایک ادبی انجمن کی ماہانہ نشست میں مدعو تھا۔ شاید اُسی کی وجہ سے پورا ہال بھر گیا تھا ورنہ اس انجمن کی عام ادبی نشستوں میں بیس، بائیس افراد سے زیادہ کی شرکت نہیں ہوا کرتی تھی۔ انجمن کے ممبروں میں سبھی رومونوف کے جانے پہچانے لوگ تھے۔ لیکن آج کی نشست کے شرکاء میں ایک نیا نام نظر آیا۔

"ہماری ایک نئی ممبر..... ثمینہ سالومن۔" سیکریٹری نے اُسے بتایا۔ "شاعرہ ہیں۔ بڑی پیاری پیاری نثری نظمیں لکھتی ہیں۔"

"مجھے افسوس ہے۔" رومونوف نے پُر درد لہجے میں کہا۔

"میں نہیں سمجھا، کامریڈ؟"

"اردو کو بھی آخر یہ روگ لگ ہی گیا۔"

سیکریٹری اس طرح مسکرایا جیسے وہ اول درجے کا گھامڑ ہو لیکن اُس کی بات سن کر اخلاقاً مسکرانا ہی چاہئے۔

اتفاقاً کارروائی کا آغاز ثمینہ سالومن کے تعارف سے ہوا اور پھر وہ اپنی نثری نظم سنانے لگی۔

"اور اب میرا کتا اپنی دم روشنائی میں ڈبو کر
میرے شوہر کی پشت پر
میرے ٹیلی فون نمبر لکھ رہا ہے
ٹیلی فون نمبر جن کی ابتدا صفر ہے
اور انتہا..... خدا جانے

ابھی تو پانچواں ہندسہ چل رہا ہے
زندگی کتے کی دم ہو کر رہ گئی ہے
جو کبھی سیدھی نہیں ہو گی
فون کا ڈائیل گھومتا رہے گا
اور ہندسے کبھی ختم نہیں ہوں گے
کیونکہ ابتدا بھی صفر ہے
اور شاید انتہا بھی صفر
لیکن یہ بیچ کے ہندسے
میرا سر چکرا رہا ہے
خدا حافظ!"

نظم کے اختتام پر خاصی واہ واہ ہوئی لیکن رومونوف بُرا سا منہ بنائے بیٹھا رہا۔ اُس کے بعد نظم پوسٹ مارٹم شروع ہوا تھا اور بات قلوپطرہ سے شروع ہو کر پہلی خلاباز کتیا لائکہ تک پہنچ گئی۔ ن نثری نظم جہاں تھی وہیں رہی۔ اس دوران میں رومونوف نے بھی کچھ کہا تھا اور ثمینہ و من، صرف اُسی کے سر ہو گئی تھی۔

"فن عوام کے لئے ہوتا ہے۔" رومونوف نے کہا۔ "لیکن کیا یہ دونوں چیزیں عوام کے پلے ا ہیں۔"

"فن صرف اُن کیلئے ہوتا ہے جو اسے سمجھ سکیں۔ اس میں عوام و خواص کی تخصیص نہیں ہے۔"

اچانک سیکریٹری نے اعلان کیا۔ "اب جناب اختر بیضاوی اپنا افسانہ پیتل کے پاؤں سنائیں گے۔"

پھر افسانہ چلتا رہا۔ اُس پر بھی تنقید کا دور شروع ہوا۔ لیکن رومونوف اور ثمینہ سالومن نثری ہی میں الجھے رہے۔ نشست کے اختتام پر ثمینہ نے رومونوف سے کہا کہ اگر وہ اُس کے گھر تو وہ ثابت کر دے گی کہ نثری نظم کی ابتدا، اُسی کے ملک سے ہوئی تھی۔

"ناممکن۔" رومونوف سر جھٹک کر بولا۔

"ڈھائی سو سال پہلے کی بات ہے۔ کاراکوف نے ایک طویل نثری نظم لکھی تھی۔"

"یہ کاراکوف کون ہے؟" رومونوف نے حیرت سے پوچھا۔

اس پر ثمینہ نے ایک زوردار قہقہہ لگایا اور رومونوف ہی کی زبان میں بولی۔ "یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ کاراکوف پر تمہارے محققین کی نظر ابھی تک نہیں پہنچی۔ میرے کتب خانے میں وہ قلمی نسخہ موجود ہے۔"

"کون سا قلمی نسخہ۔ اور تم میری زبان، میری ہی طرح بول سکتی ہو۔"

"لیکن تم میری زبان میری طرح نہیں بول سکتے۔" ثمینہ سالومن نے اردو میں کہا۔

"اس پر مجھے شرمندگی ہے کہ لہجوں پر قادر نہیں ہوں۔ لیکن تم میری زبان میری ہی طرح بول سکتی ہو۔ مجھے حیرت ہے اور میں ضرور چلوں گا، تمہارے گھر.... اور وہ قلمی نسخہ دیکھوں گا جس کا ذکر تم نے کیا ہے۔"

"کئی بڑی نایاب چیزیں دکھا سکتی ہوں۔ مثلاً ٹالسٹائی نے ڈوکھوبور قبیلے کے بارے میں جو کچھ بھی لکھا تھا تمہیں میرے کتب خانے میں مل جائے گا۔"

"اُف فوہ.... تم تو کمال کر رہی ہو۔ میں ضرور چلوں گا۔"

"لیکن اپنے گھر پر بھیڑ بھاڑ پسند نہیں کرتی۔ تم میرے ساتھ میری گاڑی میں چلو گے۔ اپنے آدمیوں کو واپس کر دو۔ میں بعد میں تمہیں تمہاری قیام گاہ پر چھوڑ آؤں گی۔"

"یہ ایسا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ یونہی سہی۔"

"اور پھر رومونوف نے اپنی گاڑی واپس کرادی تھی اور ثمینہ کی گاڑی میں بیٹھتا ہوا بولا تھا۔

"خاصی مالدار معلوم ہوتی ہو؟"

"میرے دادا برطانوی وائسرائے کے پرسنل اسٹاف کے سربراہ تھے۔" ثمینہ سالومن نے کہا۔ "انہیں بہت بڑی جاگیر ملی تھی، جو آج بھی قائم ہے۔"

"لیکن تم جاگیردارانہ ذہنیت نہیں رکھتیں۔"

"ہاں، میں کچھ ضرورت سے زیادہ ہی عوامی ہو گئی ہوں۔"

"یہ بڑی صحت مند علامت ہے۔"

"بس مجھے پڑھنے لکھنے کا شوق ہے۔" ثمینہ نے کہا۔

"اور گاڑی بھی بہت تیز چلاتی ہو۔ میری دانست میں یہ مناسب نہیں ہے۔"

"جب کوئی مرد اس قسم کی گفتگو کرتا ہے تو مجھے ہنسی آجاتی ہے۔"

"زندہ دل بھی ہو۔"

"محض زندہ دلی ہی کی بناء پر جی رہی ہوں۔ ورنہ یہ دنیا بڑی واہیات جگہ ہے۔"

"نہیں، یہ دنیا تو بڑی اچھی جگہ ہے، اگر ہم خود غرض نہ ہوں۔"

"لفظ "اگر" ہی تو سارے مصائب کی جڑ ہے۔"

"یہ بھی ٹھیک ہے۔ مگر ہم جا کدھر رہے ہیں؟"

"ویرانہ دیکھ کر گھبرا گئے کیا؟"

"یہ بات نہیں ہے۔ تم کہاں رہتی ہو؟"

"شہری آبادی سے خاصے فاصلے پر۔"

"اگر تم نے پہلے سے بتا دیا ہوتا تو...."

"اس سے بھی کوئی فرق نہ پڑتا۔ تمہیں ہر حال میں اسی وقت میرے ساتھ آنا پڑتا۔"

"کیا مطلب....؟"

"ایک خاص مسئلے پر تم سے گفتگو رہے گی۔"

"یہ کس قسم کی باتیں شروع کر دیں تم نے؟"

دفعتاً کوئی سخت سی چیز رومونوف کی گردن میں چبھنے لگی اور عقب سے ایک مردانہ آواز آئی۔

"خاموشی سے بیٹھے رہو۔"

"اوہ!" رومونوف ڈھیلا پڑ گیا۔ پھر تھوڑی دیر بعد بولا۔ "میں اس کا مطلب نہیں سمجھ سکا۔"

"کچھ دور اور چلو۔ سب کچھ واضح ہو جائے گا۔" ثمینہ بولی۔

رومونوف کا جسم پسینے سے بھیگنے لگا.... وہ ذہنی کام کرنے والوں میں سے تھا۔ ریوالور کی نال کا دباؤ اپنی گردن پر محسوس کرتے رہنا، اُس کے لئے بے حد تکلیف دہ ثابت ہو رہا تھا۔ آخر اُس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ "اپنے آدمی سے کہو کہ اس کی ضرورت نہیں۔ ریوالور، میری گردن سے ہٹا لے۔ میں نہیں جانتا تھا کہ تم لوگ اپنی تحریروں پر تنقید نہیں برداشت کر سکتے ہو۔"

"نثری نظم کی بات کر رہے ہو؟" ثمینہ نے ہنس کر پوچھا۔

"اس کے علاوہ مجھ سے اور کیا خطا سرزد ہوئی تھی؟"

"ارے وہ تو محض تقریب بہر ملاقات تھی۔"

"میں نہیں سمجھا۔"

"تم سے مل بیٹھنے کا ایک ذریعہ۔"

"تو اور کوئی بات ہے؟"

"بالکل، مسٹر رومونوف! خالص سیاسی نوعیت کا ایک مسئلہ ہے۔"

"مجھے سیاست سے کوئی سروکار نہیں۔ میں تو سفیر کا ثقافتی اتاشی ہوں۔"

"اور کے۔جی۔بی کے ایجنٹ بھی۔"

"پتہ نہیں، تم کیسی باتیں کر رہی ہو؟"

دفعتاً ثمینہ نے گاڑی سڑک سے اُتار کر ایک طویل و عریض میدان کا رخ کیا۔ ہیڈ لیمپس کی روشنی تاریکی کا سینہ چیرتی آگے بڑھتی رہی اور پھر ایک جگہ گاڑی رک گئی اور ثمینہ بے حد سر لہجے میں بولی۔ "۱۹۷۱ء میں تم، میکسیکو میں اپنے سفارتخانے سے متعلق تھے۔"

"اچھا.... تو پھر....؟" رومونوف چونک کر بولا۔

"اُن دنوں سفارتخانے پر پوری طرح کے جی بی کا قبضہ تھا اور تم لوگ میکسیکو میں سول وار کرا دینے کی سازش کر رہے تھے لیکن تمہاری اس اسکیم کا علم اُس وقت کی حکومت کو ہو گیا تھا۔ کیا میں غلط کہہ رہی ہوں؟"

"اس گفتگو کا اصل مقصد معلوم ہوئے بغیر میں کچھ نہ بولوں گا۔"

"حالانکہ اب صرف تم ہی بولو گے۔"

"کیا مطلب؟"

"اسکیم کا علم میکسیکو کی حکومت کو کیسے ہوا تھا؟"

"سوال تو یہ ہے کہ میں، تم سے اس مسئلے پر گفتگو کیوں کروں؟"

"اور تمہیں اس سوال سے تکلیف بھی پہنچی ہوگی؟" ثمینہ نے ہلکا سا قہقہہ لگایا۔

"کہیں میں پاگلوں کے ہتھے تو نہیں چڑھ گیا۔" رومونوف بڑبڑایا۔

"بہت ذہین آدمی ہو۔ ممکن ہے جواب دہی سے بچنے کے لئے خود ہی پاگل ہو جاؤ۔"

"کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ تم کہنا کیا چاہتی ہو؟"

"میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ تم نے غداری کی تھی۔ محض تمہاری وجہ سے وہ اسکیم میکسیکو کے

سکیورٹی کے عملے تک پہنچ گئی تھی۔ ویسے آج تک تمہاری حکومت کو اس کا علم نہیں ہو سکا
ن میرے پاس تمہارے خلاف واضح ثبوت موجود ہیں۔"

رومونوف تھوک نگل کر رہ گیا اور ثمینہ بولی۔ "تمہیں نیلی آنکھوں والی سیلینا البر تو یاد ہی ہو گی۔"

"کک.... کیا مطلب؟"

"تم اُسے بے حد چاہتے تھے اور شاید وہ بھی تم پر اسی طرح فریفتہ تھی۔ تمہاری خواہش تھی
ہنگامے شروع ہونے سے پہلے وہ میکسیکو سے کہیں اور چلی جائے۔"

"آخر تم نے یہ قصہ کیوں چھیڑا ہے؟" وہ مضطربانہ انداز میں بولا۔

"ایک مقصد کے حصول کے لئے۔"

"کیسا مقصد؟"

"اپنی حکومت کو مطلع کر دو کہ عمران یہاں موجود نہیں ہے۔"

"تم آخر ہو کون؟" رومونوف کسی قدر جھنجھلا کر بولا۔

"زیرولینڈ کی ایک ایجنٹ۔" ثمینہ سالومن نے کہا۔ "عمران ہمارا شکار ہے۔ ہم نے دوسرے
پ کے ایجنٹوں کو بھی میدان سے ہٹا دیا ہے۔ اب تم لوگ بھی جاؤ۔"

"تو کیا عمران بھی تمہی لوگوں میں سے ہے؟"

"نہیں، تمہاری طرح ہمیں بھی اس کی تلاش ہے۔"

"تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ یہیں موجود ہے۔"

"مسٹر رومونوف! ہم یہاں اُس کی موجودگی یا عدم موجودگی پر گفتگو کرنے کے لئے نہیں
ئے ہیں۔ میں تم سے جو کچھ کہہ رہی ہوں اس پر عمل کرو۔ ورنہ تمہیں تمہارے ملک میں گولی مار
ا جائے گی یا پھر زندگی شمالی برفستان میں گزرے گی۔

"میں غلط نہیں کہہ رہی کہ تمہارے خلاف ہم واضح ترین ثبوت رکھتے ہیں۔ تمہارے محکمے کا
براہ آج تک اسی الجھن میں پڑا ہوا ہے کہ میکسیکو میں ناکامی کیوں ہوئی تھی۔ نیلی آنکھوں والی
ینا البر تو آج بھی زندہ ہے اور ہمارے قبضے میں ہے۔ ظاہر ہے کہ اس کے نام تمہارے خطوط
ا محفوظ ہی ہوں گے۔"

رومونوف کے جسم سے ٹھنڈا ٹھنڈا پسینہ چھوٹتا رہا۔ آخر کچھ دیر بعد اس نے بھرائی ہوئی آواز

میں پوچھا۔ ''تو مجھے اتنا ہی کرنا ہے کہ اپنے محکمے کو یہاں عمران کی عدم موجودگی کا یقین دلادوں۔''

''صرف اتنا ہی کرنا ہے اور اپنے فیلڈ ورکرز کو بھی میدان سے ہٹا لینا ہوگا۔''

''ظاہر ہے، ورنہ میں یقین کس طرح دلاؤں گا کہ عمران یہاں موجود نہیں ہے۔''

''اور اگر کبھی ضرورت پڑی تو تمہیں زیرولینڈ کے لئے بھی کام کرنا پڑے گا۔''

''کیا واقعی تم لوگ مریخ پر پہنچ گئے ہو؟''

''اس میں شبہے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔''

''اور کیپ کینیڈی میں برف باری....!''

''مریخ کو بیس بنا کر ہم اس پر بھی قادر ہیں کہ تمہارے شمالی برفستان کو سمندر بنادیں۔''

رومونوف خشک ہونٹوں پر زبان پھیر کر رہ گیا۔ ثمینہ سالومن نے کہا۔ ''دونوں بڑی طاقتوں کے زوال کا وقت قریب آ گیا ہے۔''

''تم لوگ آخر چاہتے کیا ہو؟''

''ایک واحد عالمی نظام کا قیام۔''

''یہی تو ہم بھی چاہتے ہیں۔'' رومونوف جلدی سے بولا۔

''لیکن تم نے اس پر ایک مخصوص چھاپ لگا رکھی ہے۔ مذاہب سے ٹکراتے ہو.... خیر، فی الحال اس مسئلے کو چھیڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہاں، تم یہاں وزارتِ خارجہ کے سیکریٹری سے بھی ملتے رہے ہو۔''

''عمران کو تحفظ دینے کیلئے۔ ہم نہیں چاہتے تھے کہ وہ مخالف کیمپ کے ہتھے چڑھ جائے۔''

''تم لوگ اس سے کیا معلوم کرنا چاہتے ہو، جو میں تمہیں نہیں بتا سکتی؟ مجھ سے پوچھو۔''

''میں نہیں جانتا کہ ہائی کمانڈ عمران کو کیوں تحفظ دینا چاہتی ہے۔''

''اچھی بات ہے تو تم اسے اچھی طرح یاد رکھنا کہ اب تمہیں کیا کرنا ہے۔''

''میں یاد رکھوں گا۔'' رومونوف نے مردہ سے لہجے میں کہا۔

''تمہارے مستقبل کیلئے یہی بہتر ہوگا۔'' ثمینہ بولی۔ ''ہاں تو اب تمہیں کہاں چھوڑ دیا جائے۔''

''میں اپنی قیام گاہ پر جانا چاہتا ہوں۔''

ثمینہ نے انجن اسٹارٹ کر کے گاڑی دوبارہ سڑک کی طرف موڑ دی۔



عمران جاگ پڑا۔ ٹیلی فون کی گھنٹی بج رہی تھی۔ لیٹے ہی لیٹے ہاتھ بڑھا کر ریسیور اٹھایا۔
ری طرف سے بلیک زیرو کی آواز آئی۔ "رات کے تین بجے ہیں لیکن ضروری معلوم ہوا کہ
کو فوری طور پر اطلاع دی جائے۔"

"کیا بات ہے؟"

"اس کا نام ثمینہ سالومن ہے۔ آج رات اُس نے ادبی انجمن میں اپنی نثری نظم سنائی تھی۔
ونوف بھی وہاں موجود تھا۔ دونوں میں پہلے ایک تنقیدی جھڑپ ہوئی تھی پھر دیر تک آپس
گفتگو کرتے رہے تھے۔ میٹنگ کے اختتام پر وہ ردمونوف کو اپنی گاڑی میں ایک ویرانے کی
ے لے گئی۔ پھر واپس لا کر اُسے اُس کی قیام گاہ پر اُتار دیا۔ اس کے بعد وہ پھر عابد رضوانی کے
میں واپس آگئی۔"

"رضوانی کے بنگلے میں کس وقت واپس آئی؟"

"کوئی آدھے گھنٹہ پہلے کی بات ہے۔"

"ہر وقت اُس کی نگرانی ہونی چاہئے۔"

"عابد رضوانی کے بنگلے کی نگرانی مستقل طور پر کی جارہی ہے۔"

"ٹھیک ہے۔" عمران نے کہا اور ریسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ پھر طویل انگڑائی لے کر بستر چھوڑ دیا۔
ل پر نظر ڈالی سوا تین بجے تھے۔ باتھ روم سے واپس آکر دوبارہ لیٹ گیا لیکن پھر نیند نہ آئی۔"
کچھ عجیب سے شب و روز گزر رہے تھے۔ کچھ سمجھ ہی میں نہیں آتا تھا کہ اب اُسے کیا کرنا
ہے۔ ثمینہ سالومن کے روپ میں شاید تھریسیا بھی اُس کی نظر میں آگئی تھی لیکن وہ نہیں جانتا
ہ اور کون کون اُس کی گھات میں ہے۔ کیا محض تھریسیا کو گھیر لینے سے اس کے مسائل حل
ہائیں گے؟ بار بار یہی سوال ذہن میں ابھرتا تھا لیکن اس کے پاس اس کا کوئی حتمی جواب نہیں
اُسے ان دشواریوں میں ڈالنے والی تھریسیا ہی تھی۔ ورنہ بات باؤل دے سوف نامی پینٹنگ
آگے ہرگز نہ بڑھتی۔

فون کی گھنٹی پھر بجی۔ اُس نے ریسیور اٹھایا۔ بلیک زیرو دوسری طرف سے کہہ رہا تھا۔ "اُس کی

گاڑی پھر عابد رضوانی کے بنگلے سے نکلی ہے لیکن اب اسے ایک مرد ڈرائیو کر رہا ہے۔ وہ خود گاڑی میں موجود نہیں ہے۔"

"اس گاڑی کا تعاقب کون کر رہا ہے؟"

"نعمانی کر رہا ہے۔ چوہان بنگلے کی نگرانی کر رہا ہے۔"

"نعمانی سے کہو محتاط رہ کر گاڑی کا تعاقب کرے۔ شاید اس طرح کوئی اور اڈہ بھی دریافت ہو جائے۔"

"عورت کو گھیر کیوں نہ لیا جائے؟"

"کوئی سڑک چھاپ عورت نہیں ہے۔" عمران نے کہا۔ "اس کے سلسلے میں بھی بہت محتاط ہو کر قدم اٹھانا پڑے گا۔ ابھی تو یہ دیکھنا ہے کہ وہ ہے کس چکر میں۔ فی الحال صرف نگرانی جاری رکھو۔ میں تو اسی کو بڑی بات سمجھتا ہوں کہ اسے ڈھونڈ نکالنے میں کامیاب ہو گیا ہوں۔"

"تو آپ کو یقین ہے کہ ثمینہ وہ خود ہی ہے؟"

"ہاں، مجھے یقین ہے۔"

"تب تو پھر مجھے عرض کرنے دیجئے کہ ہم احتیاط ہی برتتے رہ جائیں گے اور اُسے جو کچھ بھی کرنا ہے کر کے نکل جائے گی۔"

"اس کا بھی امکان ہے۔ بہر حال میں ابھی اس کے سلسلے میں کوئی فیصلہ نہیں کر سکا ہوں۔"

"اگر وہ آپ پر ہاتھ ڈالنا چاہتی ہے تو یقین کیجئے کہ آپ کے گھر والے خطرے میں ہیں، کئی دن کوٹھی میں رہی تھی۔ اُس کے چپے چپے سے واقف ہو گئی ہو گی۔"

"سب کچھ ہے میری نظر میں۔ بس تم، اُس کی اور اُس سے ملنے والوں کی نگرانی کراتے رہو۔"

ریسیور کریڈل پر رکھ کر وہ پھر لیٹ گیا۔ سر سلطان سے بھی رابطہ منقطع ہو گیا تھا۔ بلیک زیرو کو خصوصیت سے ہدایت کی تھی کہ وہ سر سلطان تک کو اس کے بارے میں اس کے علاوہ اور کچھ نہ بتائے کہ وہ رانا پیلس سے کہیں اور چلا گیا ہے۔ صرف بلیک زیرو کو علم تھا کہ وہ کہاں مقیم ہے۔

عمران پھر نہیں سویا تھا۔ اُجالا پھیلتے ہی اٹھا اور سیدھا کچن میں چلا گیا۔

ناشتے سے فارغ ہو کر وہی چھوٹا سا ٹیپ ریکارڈر پھر نکالا جس میں تھریسیا کا ریکارڈڈ پیغام موجود تھا۔ یونہی وقت گزاری کے لئے اُس کا پیغام ایک بار پھر سننے لگا۔ پیغام کے اختتام پر سوئچ

ف کرنا بھول گیا اور ٹیپ چلتا رہا۔ اس کا ذہن پھر کسی گتھی کو سلجھانے میں لگ گیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد ٹیپ ریکارڈر سے آواز آئی "کاشن" اور عمران چونک پڑا۔ تھریسیا کی آواز پھر سنائی دینے لگی تھی۔ "اس ٹیپ ریکارڈر میں ایک ایسا حربہ پوشیدہ ہے جو وقت ضرورت تمہارے بہت کام آسکتا ہے۔ یعنی تم اپنے حریفوں پر ہر حالت میں غالب رہو گے۔ میرا یہ پیغام ضائع کر کے ٹیپ ریکارڈر توڑ ڈالو۔ وہ حربہ تمہیں مل جائے گا۔ اسے پستول کی طرح استعمال کرنا ہوگا۔ شکل سگریٹ لائٹر کی سی ہے۔ سرخ بٹن دبانے سے فائر ہوگا۔ سگریٹ لائٹر کی طرح بھی اسے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ یعنی سگریٹ سلگانے کے بہانے تم آسانی سے اپنے حریف پر بے آواز فائر کر سکو گے۔ عشاریہ دو دو کی رائفل کے سب سے چھوٹے تین کارتوس اس میں لگائے جاسکتے ہیں۔"

ٹیپ ختم ہو گیا تھا۔ "کلک" کی آواز کے ساتھ ٹیپ ریکارڈر کا سوئچ خود بخود آف ہو گیا۔ عمران نے ٹیپ کا کیسٹ نکال کر ریکارڈر کو توڑنے کی کوشش شروع کر دی۔

سچ مچ اس کے اندر سے ایک سگریٹ لائٹر برآمد ہوا تھا۔ عمران نے طویل سانس لی۔ تھوڑی دیر کی جدوجہد کے بعد وہ اُسے بھی کھولنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس کے اندر واقعی تین ننھے منے کارتوسوں کا کلپ موجود تھا اسے دوبارہ بند کر کے اُس نے ایک گلاس پر فائر کیا.... گلاس چور چور ہو گیا۔ لاجواب حربہ تھا.... لیکن آخر اتنی عنایت کیوں؟ یہ عورت ہر طرح اُسے زچ کر دیا کرتی تھی اور کبھی اس طرح زد پر نہیں آتی تھی کہ خود اس کا کوئی داؤ چل سکتا۔

اس نے سگریٹ لائٹر کوٹ کی اندرونی جیب میں ڈال لیا اور سوچنے لگا کہ اگلا قدم کس طرح اور کس طرف اٹھنا چاہیے۔ جس عمارت میں وہ اس وقت مقیم تھا ماڈل ٹاؤن میں واقع تھی اور اُن عمارات میں سے تھی جنہیں ایکس ٹو کے ماتحت وقتاً فوقتاً حسب ضرورت استعمال کرتے رہتے تھے۔

وہ برآمدے میں آیا۔ اتنے میں اُسے اخباروں کا ہاکر دکھائی دیا، جو سامنے والے مکان میں اخبار ڈال رہا تھا۔ عمران نے اُسے اشارے سے بلا کر کئی روزنامے خریدے اور انہیں بغل میں دبائے ہوئے پھر اندر آگیا۔ خبریں دیکھتا رہا۔ کوئی قابلِ توجہ خبر نہیں تھی۔ دفعتاً اُس کی نظر ایک اشتہار پر رک گئی، جو ایک غیر ملکی ماہر نفسیات خاتون کی طرف سے شائع کرایا گیا تھا اور اشتہار میں اُس کی تصویر بھی چھپی تھی۔ عمران نے متحیرانہ انداز میں پلکیں جھپکائیں اور آہستہ سے بڑبڑایا۔ "کیلی گراہم۔"

اشتہار کا مضمون تھا۔ "بسا اوقات، سوسائٹی میں تمہارے ساتھ وہ برتاؤ نہیں ہوتا جس کا تم

خود کو مستحق سمجھتے ہو۔ تمہیں مایوسی ہوتی ہے اور تم دوسرا کوئی راستہ اختیار کر لیتے ہو۔ اس سے تمہیں بھی ضرر پہنچتا ہے اور سوسائٹی بھی اس کے اثرات سے نہیں بچ سکتی۔ اس طرح یہ معاملہ اتنا بھی بڑھ سکتا ہے کہ ایک فرد پوری قوم کے کسی بڑے نقصان کا سبب بن جائے۔ اپنا جائزہ لیجئے۔ خود نہ لے سکتے ہوں تو مجھ سے رجوع کیجئے۔ ہو سکتا ہے آپ یا سوسائٹی دونوں ہی غلطی پر ہوں۔ میرا دعویٰ ہے کہ میں آپ کی شخصیت کو متوازن بنا دوں گی۔ آپ کی وہ غلط فہمی دور کر دوں گی جو آپ کو سوسائٹی کی طرف سے ہوئی ہے۔ آپ اپنے ہی لئے نہیں بلکہ ساری دنیا کے لئے اہم ہیں۔"

اشتہار کے اختتام پر مس جین ہارلنگر کا پتہ اور فون نمبر درج تھا۔

عمران بائیں آنکھ دبا کر مسکرایا۔ تو اب آپ تشریف لائی ہیں۔ معاملہ برابر کرنے کے لئے گویا اب رویہ مصالحانہ ہے۔ اچھی بات ہے محترمہ! میں تم سے اپنی غلط فہمی رفع کرانے کی کوشش کروں گا۔ گویا تمہیں اعتراف ہے کہ تمہارے آفیسروں کا رویہ میرے ساتھ نامناسب رہا تھا۔

اُس نے ٹیلی فون کی طرف ہاتھ بڑھایا، مگر پھر رک گیا۔ ایک بار پھر اشتہار کو لفظ بلفظ پڑھنے کے بعد اس نے فون پر بلیک زیرو کے نمبر ڈائیل کیے تھے۔

دوسری طرف سے ایکس ٹو کی آواز میں جواب ملا۔

"کیا خبر ہے؟" عمران نے پوچھا۔

"ثمینہ سالومن واپسی کے بعد سے اب تک بنگلے سے باہر نہیں نکلی۔ جو شخص اُس کی گاڑی لے گیا تھا اُس نے تعاقب کرنے والے کو ایسے چکر دیئے کہ بالآخر وہ اس کا سراغ کھو بیٹھا۔"

"تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اُسے تعاقب کا علم ہو گیا تھا۔"

"اس کے علاوہ اور کیا کہا جا سکتا ہے۔"

"یہ بہت بُرا ہوا۔ یقین کرو کہ اب ثمینہ کا سراغ بھی نہیں ملے گا۔ میرا دعویٰ ہے کہ اب وہ عابد رضوانی کے بنگلے میں نہیں ہو گی۔"

"اگر وہ وہاں سے نکلتی تو مجھے معلوم ہو جاتا۔"

"بنگلے کی نگرانی کرنے والوں کی تعداد بڑھا دو! اور یہ معلوم کرنے کی کوشش کرو کہ وہ اندر موجود ہے یا نہیں۔"

"بہت بہتر جناب!" دوسری طرف سے بلیک زیرو نے کہا اور عمران نے رابطہ منقطع کر دیا۔
ریسیور کریڈل پر رکھتے وقت ایک نئے سوال نے اس کے ذہن میں سر اُبھارا تھا۔ تھریسیا اگر
پر دوبارہ ہاتھ ڈالنا چاہتی ہے تو اُس نے اسے راناپیلس ہی میں کیوں نہیں گھیرا تھا۔ اس کی
ئے ٹیپ ریکارڈر کی شکل میں "ہدایت نامہ" کیوں روانہ کیا تھا؟ اور پھر اس سگریٹ لائٹر
پستول کی ترسیل کیا معنی رکھتی ہے۔ کہیں یہ کسی قسم کا ریسیور تو نہیں ہے جو کسی خاص موقعے پر
ے کسی دشواری میں مبتلا کر دے۔

وہ تیزی سے صدر دروازے کی طرف بڑھا، پھر رک گیا۔ دفعتاً اُسے اپنے سوال کا جواب مل
۔ شاید وہ پوری طرح میدان صاف کر لینے کے بعد ہی اُسے گھیرے گی۔

دونوں کیمپوں کے ایجنٹوں سے متعلق اُسے جو اطلاعات ملی تھیں اُن سے تو یہی معلوم ہوتا
۔ ہار پر اپنے ساتھیوں سمیت واپسی سے قبل کتوں کی طرح بھونکا تھا اور وہ پچھلی رات
مونوف کو اپنے ساتھ ویرانے کی طرف لے گئی تھی اور واپس لا کر اس کی قیام گاہ پر اتار دیا
.... اس کا کیا مطلب ہو سکتا ہے؟ کیا وہ رومونوف سے متعارف ہی ہونے کے لئے اس ادبی
نگ میں شریک ہوئی تھی؟

اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہو سکتا کہ وہ دونوں کیمپوں کی سرگرمیاں روکنے کی کوشش کر رہی
، .... اور مقصد؟ ظاہر ہے کہ اُسے کسی نہ کسی طرح گھیر کر یہ پوچھنا چاہتی ہے کہ باؤل دے
ف نامی پینٹنگ سے اس نے کیا نتائج اخذ کیے ہیں۔

تو پھر....؟ اب اُسے ہاتھ پر ہاتھ دھرے نہیں بیٹھے رہنا چاہیئے۔ پتا نہیں، کب وہ لاعلمی
ا حملہ آور ہو جائے۔

وہ باہر نکلا اور دروازہ مقفل کر کے ایک طرف چل پڑا۔ جیب میں پڑے ہوئے لائٹر نما پستول
کی ایسی جگہ چھپانا چاہتا تھا جہاں اپنی قیام گاہ سے اُسے نظر میں رکھ سکتا جلد ہی اُسے کامیابی
ئی۔ اسی لائن کے ایک مکان کے برآمدے کے نیچے بڑے بڑے پام کے گملے رکھے ہوئے
، ۔ وہ ایک گملے میں اُسے ڈالتا ہوا نکل گیا۔

اور اب وہ اُس عورت کو چیک کرنا چاہتا تھا جس کی طرف سے اخبارات میں اشتہار شائع ہوا
۔ اشتہار کا مضمون اُسی کے حسبِ حال تھا۔ یعنی حقیقتاً صرف وہی اس کا مخاطب تھا۔

کیلی گراہم ؎اس مہم میں شریک تھی جو پہلی بار مختلف ممالک کی طرف سے اس مقصد کے تحت ترتیب دی گئی تھی کہ زیرو لینڈ کو تلاش کیا جائے۔ کیلی گراہم اپنے ملک کی طرف سے شریک ہوئی تھی اور پھر اس مہم کے اختتام پر اس نے امریکہ کی شہریت اختیار کرلی تھی۔ عمران کی دانست میں اس کا محرک امریکی نمائندہ اوبران تھا۔۔۔۔اور پھر اسی کی کوششوں کی بناء پر وہ اُس کے محکمے سے منسلک ہو گئی تھی۔ بہت ذہین اور چالاک عورت تھی۔ عام طور پر دوسرے ممالک کے سیکرٹ ایجنٹوں میں "زہر کی پڑیا" کے نام سے یاد کی جاتی تھی۔ لیکن اس مہم کے دوران میں عمران نے اُس کے بھی چھکے چھڑا دیئے تھے اور وہ شدت سے اُس کی صلاحیتوں کی معترف تھی۔

عمران اسی سے متعلق سوچتا ہوا اُس جگہ تک آیا جہاں سے ٹیکسیاں ملتی تھیں۔ تھریسیا کے سلسلے میں تو وہ اب مایوس ہو چکا تھا۔ اگر وہی ثمینہ سالومن کے روپ میں عابد رضوانی کے ساتھ مقیم تھی۔ کیونکہ اس کے کسی ساتھی کو اس کا علم ہو گیا تھا کہ اس کا تعاقب کیا جا رہا ہے۔ اس نے یقینی طور پر تھریسیا کو اس سے مطلع کیا ہو گا اور اب وہ عابد رضوانی کے بنگلے میں ہرگز نہ ہو گی۔

ٹیکسیوں کے اڈے پر پہنچ کر اُس نے ایک ٹیکسی ڈرائیور سے غیر معین مدت کے لئے ٹیکسی انگیج کرنے کی بات کی اور اسی کی شرائط پر راضی ہو گیا۔

اشتہار والے پتے پر پہنچنے میں بیس منٹ لگے تھے۔ سڑکوں پر اس وقت ٹریفک کا اژدھام تھا ورنہ راستہ دس منٹ سے زیادہ کا نہیں تھا۔

عمران ٹیکسی سے اُتر کر عمارت کی طرف بڑھا ہی تھا کہ کیلی گراہم، صدر دروازے سے برآمد ہوتی دکھائی دی لیکن وہ تنہا نہیں تھی۔ ایک سفید فام مرد اُس کے ساتھ چل رہا تھا۔۔۔۔اور دوسرا دونوں کے عقب میں تھا۔ برابر چلنے والا بالکل اس سے ملا ہوا چل رہا تھا اور کیلی کے چہرے پر ایسا ہی تاثر تھا جیسے اُسے زبردستی وہاں سے لے جایا جا رہا ہو۔

دونوں مردوں کے داہنے ہاتھ اُن کے کوٹوں کی جیبوں میں تھے اور قرائن سے یہی معلوم ہوتا تھا کہ جیبیں خالی نہیں ہیں۔ ان میں شاید پستول بھی ہیں۔

اس طرح وہ تینوں ایک سفید گاڑی کے قریب پہنچے تھے اور کیلی کے برابر والے نے بائیں ہاتھ سے گاڑی کا دروازہ کھول کر کیلی کی طرف دیکھا تھا۔ وہ چپ چاپ گاڑی میں بیٹھ گئی مرد بھی

؎اس داستان کے لئے جاسوسی دنیا کا ڈائمنڈ جوبلی نمبر "زمین کے بادل" ملاحظہ فرمائیے۔

اُس کے برابر ہی پچھلی سیٹ پر بیٹھا تھا۔ عقب میں چلنے والے نے اگلا دروازہ کھول کر ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی تھی۔

عمران تیزی سے ٹیکسی کی طرف پلٹ گیا اور اگلی سیٹ کا دروازہ کھول کر ڈرائیور کے برابر ہی بیٹھتا ہوا بولا۔ "اس سفید گاڑی کے پیچھے چلنا ہے۔ خواہ وہ کہیں جائے۔"

"بہت اچھا، ساب کوئی گڑبڑ تو نہیں ہے؟" ڈرائیور بولا۔

"تم سمجھ دار آدمی معلوم ہوتے ہو۔"

"اس لئے بولا ساب! بعد میں پولیس والا تنگ کرتا ہے۔"

"میری موجودگی میں کوئی آنکھ اٹھا کر بھی تمہاری طرف نہیں دیکھ سکتا۔"

سفید گاڑی حرکت میں آچکی تھی۔ ٹیکسی ڈرائیور نے انجن اسٹارٹ کیا اور بڑے سلیقے سے سفید گاڑی کا تعاقب کرنے لگا۔

"انگریز لوگ ہے؟" تھوڑی دیر بعد ڈرائیور بولا۔

"کوئی بھی ہوں، تم اس کی فکر نہ کرو۔"

"آپ خفیہ پولیس کا ہے، ساب؟"

"میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ تم بہت سمجھدار آدمی معلوم ہوتے ہو۔"

ڈرائیور کچھ نہ بولا اور سفید گاڑی کا تعاقب جاری رہا۔

"کیلی کے اغوا کنندگان اس کے مخالف کیمپ کے لوگ بھی ہو سکتے تھے۔ عمران اُن کی شکلوں سے قومیت کا اندازہ نہیں لگا سکا تھا۔ تھریسیا کے ساتھی بھی ہو سکتے تھے۔ اب دیکھنا تو یہ تھا کہ وہ اُسے کہاں لے جاتے ہیں اور عمران اُس کی مدد بھی کر سکتا ہے یا نہیں.... اور اس میں تو اب ایک فیصد شبہ بھی نہیں رہا تھا کہ وہ کیلی گراہم ہی ہے۔ وہی کیلی گراہم جو تاریک وادی والی مہم میں عمران کے ساتھ تھی اور انہوں نے زیرولینڈ کی تنظیم پر ایک کاری ضرب لگائی تھی۔

"یہ گاڑی تو شہر کے باہر جارہا ہے، ساب!" ڈرائیور تھوڑی دیر بعد بولا۔

"بالکل فکر نہ کرو۔ یہ لو سو کا نوٹ۔ اپنے ہی پاس رکھو۔" عمران نے جیب سے نوٹ نکال کر اُس کی گود میں ڈالتے ہوئے کہا۔ "خفیہ والے حرام خوری نہیں کرتے۔"

"ارے نہیں، صاحب! اس کا ضرورت نہیں۔"

"مجھے ہر حال میں تمہارا حساب بیباق کرنا ہوگا۔ خواہ پہلے لے لو، خواہ بعد میں۔"

ڈرائیور نے بائیں ہاتھ سے نوٹ اٹھا کر جیب میں رکھ لیا۔

ایک جگہ سفید گاڑی سڑک چھوڑ کر کچے میں اتر گئی اور عمران جلدی سے بولا۔ "تم سیدھے ہی چلتے رہو۔"

پھر وہ مڑ کر سفید گاڑی کو دیکھنے لگا، جو سر کنڈوں کی جھاڑیوں کے درمیان والے راستے پر چلی جارہی تھی۔ جیسے ہی وہ نظروں سے اوجھل ہوئی اُس نے ڈرائیور سے کہا۔ "اب تم بھی اُدھر ہی موڑلو۔"

ڈرائیور نے یوٹرن لیا اور سر کنڈوں کی جھاڑیوں کے درمیان والے راستے کے قریب پہنچ کر رفتار کم کر دی۔

"ٹھیک ہے۔" عمران بولا۔ "اب اُسی راستے پر اُتر چلو۔ لیکن رفتار کم ہی رکھنا۔ میں سمجھ گیا ہوں کہ وہ گاڑی کہاں جارہی ہے۔ ہو سکتا ہے تمہیں پیچھے ہی چھوڑ کر وہاں تک مجھے پیدل جانا پڑے۔ لیکن تم وہیں رک کر میری واپسی کے منتظر رہو گے۔"

"بے فکر رہو صاب! جو بولے گا وہی ہوگا۔" ڈرائیور نے کہا۔

راستہ سیدھا نہیں تھا اس لئے سفید گاڑی ابھی تک دکھائی نہیں دی تھی۔ آخر ایک جگہ عمران نے اُس سے گاڑی روک دینے کو کہا اور بولا۔ "بس تم یہیں رکے رہنا۔"

"بہت اچھا ساب!"

لیکن عمران راستے پر چلنے کے بجائے جھاڑیوں میں گھس پڑا۔ اُسے علم تھا کہ اس طرف صرف ایک ہی چھوٹی سی عمارت ہے جو ایک زرعی فارم سے تعلق رکھتی ہے اور وہ جانتا ہے کہ گاڑی والا راستہ ترک کر دینے کے باوجود بھی کس طرح اس تک پہنچ سکتا ہے۔

سر کنڈوں کی جھاڑیوں میں کئی جگہ جسم پر خراشیں بھی آئیں لیکن وہ چلتا رہا اور بالآخر اس عمارت کے قریب پہنچ ہی گیا۔ لیکن ایسی پوزیشن میں تھا کہ اُسے عمارت سے نہیں دیکھا جاسکتا تھا۔

سفید گاڑی عمارت کے قریب کھڑی نظر آئی اور عمران عمارت کے عقب میں پہنچنے کی کوشش کرنے لگا۔ اس میں ذرا بھی دشواری پیش نہ آئی۔ کھیتوں میں دور دور تک سناٹا تھا۔ اس لئے عمارت کے عقب میں پہنچ کر وہ سیدھا کھڑا ہو گیا۔

سرخ اینٹوں سے بنی ہوئی ایک پرانی عمارت تھی۔ عمران اُسی طرف سے چھت پر پہنچنے کی کوشش کرنے لگا۔ دیوار کی بعض اینٹوں کے کچھ حصے شوریت کی نظر ہوگئے تھے ایسی ہی جگہوں پر پنجے ٹکانے کی گنجائش نکل آئی تھی اور تھوڑی سی جدوجہد کے بعد چھت پر پہنچ گیا۔ دیسی طرز کی عمارت تھی۔ صحن میں پہنچنے کے لئے زینے موجود تھے۔ عمران نے پہلے سن گن لی۔ صحن یا دالان میں کوئی موجود نہیں تھا۔ دالان کے بعد کمرے تھے اور شاید انہی کمروں میں سے کسی میں وہ اُسے لے گئے تھے۔

عمران بڑی احتیاط سے نیچے اُتر کر دالان میں داخل ہوا ہی تھا کہ اس نے کیلی گراہم کی آواز سنی۔

"تم لوگ کسی غلط فہمی میں مبتلا ہو۔ واپس چلو۔ میں تمہیں اپنے کاغذات دکھاؤں گی میرا نام جین ہارلنگر ہے اور میں مغربی جرمنی کی باشندہ ہوں۔"

"یہ قطعی غلط ہے۔ تمہارا نام کیلی گراہم ہے۔ پہلے تم مغربی جرمنی کے لئے کام کرتی تھیں اور اب امریکی اوورسیز سیکرٹ سروس سے متعلق ہو۔" کوئی مرد بولا۔

"غلط فہمی.... خالص غلط فہمی۔ ہوسکتا ہے جس کا نام تم لے رہے ہو وہ مجھ سے کسی قدر مشابہ ہو۔ ایسا بھی ہوتا ہے۔"

"لیکن یہاں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔" مرد کی آواز آئی۔ "شکلوں میں مشابہت ہوسکتی ہے لیکن یہ قطعی ناممکن ہے کہ دو افراد کے فنگر پرنٹس بھی مماثلت رکھتے ہوں۔ تمہارا پورا ریکارڈ فنگر پرنٹس سمیت ہمارے پاس موجود ہے۔"

"تم لوگ آخر ہو کون؟" کیلی گراہم کی آواز آئی۔

"ہم کوئی بھی ہوں۔ تمہیں اس سے سروکار نہیں ہونا چاہئے۔ زندگی عزیز ہے تو ہمارے سوالات کے صحیح جوابات دینے کی کوشش کرو۔"

"اس کے بعد کیا ہوگا؟" کیلی گراہم نے پوچھا۔

"اس کا انحصار تمہارے جوابات پر ہوگا۔"

"پوچھو، کیا پوچھنا چاہتے ہو۔ لیکن میں نے ابھی اس سے انکار نہیں کیا ہے کہ میرا نام جین ہارلنگر ہے۔"

"تم اسپین میں اپنے سفارت خانے سے متعلق تھیں۔ یہاں کیوں آئی ہو؟"

"میں نے آج تک اسپین کی شکل نہیں دیکھی۔ میرے کاغذات تمہیں بتائیں گے کہ میں ہالینڈ سے آئی ہوں۔"

"ہم جانتے ہیں کہ وہ کاغذات کیسے ہیں۔"

عمران سوچ رہا تھا کہ کہیں وہ تشدد پر نہ اتر آئیں۔ دونوں مسلح ہیں۔ جس کمرے سے آوازیں آ رہی تھیں اس کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ عمران نے بغلی ہولسٹر سے پستول نکالا اور دروازے کی بائیں جانب پہنچ کر رک گیا۔

دونوں مردوں کی پشت دروازے کی جانب تھی۔ ایک کیلی گراہم سے گفتگو کر رہا تھا اور دوسرا اس کی طرف ریوالور تانے خاموش کھڑا تھا۔

"ڈراپ دی گن" دفعتاً عمران نے گونجیلی آواز میں کہا اور مسلح آدمی کے ہاتھ سے ریوالور چھوٹ کر فرش پر گر گیا۔

"اب ہاتھ اوپر اٹھاؤ۔" عمران پھر غرایا۔

اُن کے ہاتھ بھی اٹھ گئے۔ پھر عمران نے آگے بڑھ کر دوسرے آدمی کی جیب سے بھی ریوالور نکال لیا اور کیلی سے کہا کہ وہ فرش پر پڑا ہوا ریوالور اٹھا لے۔ کسی قدر ہچکچاہٹ کے ساتھ اس نے عمران کے مشورے پر عمل کیا تھا۔

"اور اب تم دونوں بتاؤ کہ ان خاتون کو کیوں پریشان کر رہے ہو؟" عمران نے ان دونوں کے سامنے پہنچ کر سوال کیا۔

"تم کون ہو؟" ایک نے حقارت آمیز لہجے میں پوچھا۔

"قانون کا ایک محافظ!"

"کس قانون کے تحت، بغیر اجازت تم اس مکان میں داخل ہوئے ہو؟"

"تم کس استحقاق کی بناء پر یہاں نظر آ رہے ہو؟"

"ہم فارم کے مالک کے مہمان ہیں۔"

"اور یہ خاتون ہماری ذمے داری ہیں۔"

"تمہارا شناخت نامہ دیکھے بغیر ہم تمہیں قانون کا محافظ تسلیم نہیں کر سکتے۔"

"اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ کیونکہ تم دونوں بہر حال میرے قابو میں ہو۔"

اچانک ان میں سے ایک نے اپنی زندگی کی پرواہ کیے بغیر عمران پر چھلانگ لگائی۔ ایک فائر ہوا اور وہ اچھل کر بائیں جانب والی دیوار سے جا ٹکرایا۔ لیکن یہ فائر عمران کے پستول سے نہیں ہوا تھا بلکہ کیلی گراہم نے اُس پر اُسی کے پستول سے فائر کیا تھا۔ دوسرا جہاں تھا وہیں رہ گیا۔

کیلی کی چلائی ہوئی گولی، اُس کے ساتھی کی پیشانی پر پڑی تھی۔ لہٰذا نتیجہ ظاہر تھا۔ اُس کے جسم میں اب ہلکی سی لرزش بھی نہیں پائی جاتی تھی۔

"تم نے اچھا نہیں کیا۔" عمران کیلی کی طرف دیکھ کر غرایا۔

وہ پتا نہیں کیا سمجھی کہ ایک فائر عمران پر بھی جھونک مارا.... بس قسمت کا سکندر ہی تھا کہ بچ گیا ورنہ کم از کم دایاں شانہ ضرور زخمی ہوا ہوتا۔ وہ چھلانگ مار کر بائیں جانب ہٹا اور دوسرا آدمی کمرے سے نکل بھاگا۔ کیلی نے عمران پر دوسرا فائر کیا اور عمران نے سنگ آرٹ کا مظاہرہ کر کے خود کو بچایا.... پھر تو وہ پے درپے فائر کرتی ہی چلی گئی تھی۔

ریوالور خالی ہو گیا اور اتنے میں عمران نے گاڑی کے اسٹارٹ ہونے کی آواز سنی۔ کیلی کو وہیں چھوڑ کر دروازے کی طرف جھپٹا لیکن تیز رفتار گاڑی سرکنڈوں کے جنگل میں غائب ہو چکی تھی۔

اب کہیں یہ بھی ہاتھ سے نہ جائے۔ عمران نے سوچا اور تیزی سے پلٹ پڑا۔ کیلی اسی کی جانب چلی آرہی تھی۔ لیکن انداز ایسا تھا جیسے جوڈو کراٹے کا کوئی داؤ اس پر آزمائے گی۔

"بس" عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "میرے قبضے میں بارہ راؤنڈ ہیں۔ تمہارا پورا جسم چھلنی ہو کر رہ جائے گا۔"

کیلی اُس سے تھوڑے ہی فاصلے پر رک گئی۔ میک اپ کی وجہ سے وہ شاید عمران کو اب بھی نہیں پہچان سکی تھی۔

"شاید وہ دونوں ٹھیک ہی کہہ رہے تھے۔" عمران نے پُرسکون لہجے میں کہا۔ "تم کچھ اور ہو اور کاغذات سے کچھ اور ثابت کرنے کی کوشش کرو گی۔"

وہ کچھ نہ بولی۔ عمران نے ریوالور نکال کر کہا۔ "کمرے میں واپس چلو۔" وہ دالان کی طرف مڑ گئی اور عمران نے صحن کا دروازہ بند کر کے کنڈی لگا دی۔

دونوں کمرے میں آئے اور عمران لاش کی طرف اشارہ کر کے بولا۔ "اس کی جامہ تلاشی لو"۔

"م.... مجھے افسوس ہے، آفیسر! میں نروس ہو گئی تھی۔" کیلی نے کانپتی ہوئی آواز میں کہا۔

"مجھے تم پر قاتلانہ حملہ نہیں کرنا چاہئے تھا۔"

"اب تو کر ہی چکی ہو..... چلو دیکھو۔" اُس نے ریوالور کی نال سے لاش کی طرف اشارہ کیا۔

کیلی لاش کے قریب دوزانو بیٹھ کر اس کی جامہ تلاشی لینے لگی لیکن اُس کے پاس سے ایک پرس کے علاوہ اور کچھ بھی بر آمد نہ ہو سکا۔ کوئی ایسی چیز نہ ملی جس سے اس کی شخصیت پر روشنی پڑ سکتی۔

"اور اب تمہیں میرے ساتھ چلنا ہے۔" عمران نے اس سے کہا۔

"کک..... کہاں.....؟" وہ ہکلائی۔

"تم نے میری موجودگی میں ایک آدمی کو قتل کیا ہے۔ اسلئے تم خود ہی سوچو کہ کہاں لے جاؤنگا۔"

"وہ ایک غیر ملکی جاسوس تھا اور تمہارے ملک کو نقصان پہنچانا چاہتا تھا۔" کیلی نے خود کو سنبھالنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"اور تم کیا ہو؟"

"یہ میں تمہارے محکمے کے سیکریٹری کو بتا سکوں گی۔"

"وہ بہت بوڑھا آدمی ہے۔ نہیں سمجھ سکے گا۔"

"کیا مطلب؟"

"ہائیں، تم بوڑھا ہونے کا مطلب بھی نہیں سمجھ سکتیں؟"

"چلو....." وہ غضبناک ہو کر غرائی۔ عمران اُسے باہر لایا اور عمارت کے عقب میں پہنچ کر اُسی راستے پر ہولیا۔ جس سے یہاں تک پہنچا تھا، اُدھر سے نہیں جانا چاہتا تھا، جدھر سفید گاڑی گئی تھی۔ دفعتاً اُسے ٹیکسی یاد آئی، جو کچے راستے ہی پر چھوڑ دی گئی تھی۔ فرار ہونے والا اُسی راستے واپس ہوا ہو گا۔ پتا نہیں ٹیکسی وہاں کھڑی دیکھ اس نے کیا کیا ہو گا۔

"تمہاری رفتار سست ہے، ذرا تیز چلو۔" عمران نے کیلی کو للکارا۔ وہ اب بھی اُسے نہیں پہچان سکی تھی۔

"مجھ سے نہیں چلا جاتا۔" وہ اٹھلا کر رہ گئی۔ شاید اب کوئی اور حربہ استعمال کرنا چاہتی تھی۔ عمران نے دل ہی دل میں ایک قہقہہ لگا کر غصیلی آواز میں کہا۔ "تو کیا میں تمہیں اپنے کاندھے پر اٹھا کر لے چلوں گا۔"

"پھر بتاؤ میں کیا کروں؟" اس نے کہا اور چلتے چلتے بھد سے زمین پر بیٹھ گئی۔

"ارے.... ارے...." عمران بھی رک گیا۔

"ذرا دم لینے دو۔"

"نکل بھاگنے کی کوئی تدبیر سوچ رہی ہو کیا؟"

"مجھے اپنے سب سے بڑے آفیسر کے پاس لے چلنا۔ میں اور کسی سے گفتگو نہیں کروں گی.... اوہ، ہاں.... وزارتِ خارجہ کے سیکریٹری کے علاوہ اور کسی سے بات نہیں کروں گی۔"

"وہ تو بالکل ہی بوڑھے ہیں۔"

"کیا تم میرا مضحکہ اڑانے کی کوشش کر رہے ہو؟"

"نہیں، تمہیں واقعی ماہر نفسیات بنانے کی کوشش کر رہا ہوں۔"

"کیا مطلب....؟" وہ ایک دم اٹھ گئی۔

"دوسروں کے مسائل حل کرتے کرتے خود مسئلہ بن گئیں۔"

"اوہ، تو میری نگرانی ہو رہی تھی؟"

"ظاہر ہے۔ ورنہ میں، تم تک کیسے پہنچتا؟"

"کیوں نگرانی ہو رہی تھی؟"

"چلتی بھی رہو اور گفتگو بھی کرتی رہو۔" عمران ہاتھ ہلا کر بولا۔

"آخر میری نگرانی کیوں ہو رہی تھی؟ سیاحوں کی نگرانی سوائے ایک ملک کے اور کہیں نہیں کی جاتی۔"

"تمہاری نگرانی اسلئے کی جارہی تھی کہ تم نے وہ اشتہار صرف ایک فرد کے لئے شائع کرایا تھا۔"

"اوہ...." وہ چلتے چلتے رک گئی اور اُسے غور سے دیکھتی ہوئی بولی۔ "تو یہ تم ہو۔ میں نہیں جانتی تھی کہ میک اپ کے بھی ماہر ہو۔" پھر وہ بڑی بے تکلفی سے آگے بڑھی اور اُس سے بغل گیر ہو گئی۔

"یعنی کہ.... یعنی کہ...." عمران ہکلا کر رہ گیا۔

"تم، عمران کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتے.... شریر آدمی۔"

"ٹھیک ہے.... ٹھیک ہے۔ چلتی رہو۔ ورنہ پھر کسی دشواری میں پڑو گی۔" عمران اُسے ہٹانے کی کوشش کرتا ہوا بولا۔

"چلو.... چلو۔"

اس بار اُس کے قدم تیزی سے اٹھ رہے تھے۔

"وہ دونوں مخالف کیمپ کے تو نہیں معلوم ہوتے تھے۔" اس نے کہا۔

"میرا بھی یہی خیال ہے۔"

"پھر کون تھے؟"

"غالباً تھریسیا کے آدمی۔" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "میں تین اطراف سے گھِر اگیا ہوں۔"

"مجھے افسوس ہے کہ ہمارے آدمیوں نے تمہارے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا.... وہ، ملٹری انٹیلی جنس کے لوگ تھے۔"

"کوئی بھی رہے ہوں۔ مجھے اس سے سروکار نہیں۔"

"بہر حال میں اپنے محکمے کی طرف سے معذرت کرنے آئی ہوں۔"

"اب اس کا کیا فائدہ؟ اب تو میں دشواری میں پڑ ہی گیا ہوں۔"

"لیکن تم وہاں سے فرار کیوں ہو گئے تھے؟"

"مجھے، میری مرضی کے خلاف کوئی نہیں روک سکتا۔"

"میں اسپین میں تھی۔ اچانک اس مشن کی اطلاع ملی۔ تم تصور بھی نہیں کر سکتے کہ مجھے کتنی خوشی ہوئی تھی۔ میں جانتی تھی کہ اشتہار دیکھتے ہی تم مجھ سے ملنے کی کوشش کرو گے۔"

"اور ٹھیک اُسی وقت تم تک پہنچوں گا جب زیرولینڈ کے ایجنٹ تم میں دلچسپی لے رہے ہوں گے۔"

"عجیب اتفاق ہے لیکن وہ لوگ، تم سے کیا چاہتے ہیں؟"

"یہی تو سمجھ میں نہیں آتا۔ تھریسیا اُن چاروں کے ساتھ مجھے بھی مریخ پر لے گئی تھی پھر جس طرح انہیں زمین پر واپس لائی تھی اسی طرح مجھے بھی نیویارک پہنچا دیا گیا تھا لیکن پتا نہیں کیوں انہیں چھوڑ کر صرف میرے پیچھے پڑ گئی تھی۔"

"ان مسائل پر اطمینان سے گفتگو ہو گی۔ یہ بتاؤ.... کیا اسی طرح چلنا ہو گا؟"

"بس کچھ دور.... میں ٹیکسی سے آیا تھا۔ ایک جگہ اُسے رکوا کر پیدل ادھر آیا تھا۔"

"زندگی کیسی گزر رہی ہے؟"

"پتا نہیں۔ میں اس پر کبھی دھیان نہیں دیتا۔ جیسے ہوا چلتی ہے۔ بارش ہوتی ہے اسی طرح

زندگی بھی بسر ہوتی ہے۔"

"کتنے بچے ہیں؟"

"بچوں کا پلانٹ لگایا ہی نہیں۔"

"یعنی کہ ابھی تک کنوارے ہو۔"

"پتا نہیں، کیا ہوں؟ کچھ سمجھ ہی میں نہیں آتا۔"

"ویسے ہی معلوم ہوتے ہو، جیسے پہلے تھے۔"

"کیا خیال ہے، اب تک دم نکل آنی چاہئے تھی؟"

"نہیں، کسی قدر سنجیدگی ضرور آنی چاہئے تھی۔"

"تبدیلیاں صرف اُن لوگوں میں ہوتی ہیں جنہیں اپنے بارے میں بھی سوچنے کا موقع مل جاتا ہو۔"

"حقیقت تو یہی ہے۔" وہ سر ہلا کر بولی۔

"اب تم اپنے بچوں کی تعداد بتاؤ۔"

"میں نے بھی ابھی تک شادی نہیں کی۔" وہ ہنس کر بولی۔ "ہمارا پیشہ ان الجھیڑوں کی اجازت کہاں دیتا ہے.... اوہ ابھی اور کتنا چلنا پڑے گا۔"

"بس، زیادہ دور نہیں۔" عمران نے کہا۔

کچھ دیر وہ خاموشی سے چلتے رہے۔ پھر عمران بولا۔ "چلو، میں نے تمہارے محکمے کی طرف سے معذرت قبول کر لی.... اس کے بعد....؟"

"اطمینان سے گفتگو ہوگی، اس مسئلے پر۔"

"کیا ابھی کوئی مسئلہ بھی باقی ہے؟"

"کیوں نہیں.... بہتیری باتیں ہیں۔"

وہ ٹیکسی تک پہنچ گئے لیکن ٹیکسی ڈرائیور کہیں دکھائی نہ دیا۔ وہ ٹیکسی کو مقفل کر کے کسی طرف نکل گیا تھا۔

"کیوں.... کیا بات ہے؟" کیلی نے پوچھا۔

"ٹیکسی ڈرائیور موجود نہیں ہے۔"

"انتظار کر لیں گے۔"

"اس کے علاوہ اور کر ہی کیا سکتے ہیں۔"

"میں تصور بھی نہیں کر سکتی تھی کہ تم سے ایسے حالات میں ملاقات ہو گی۔ لیکن مجھے یقین تھا کہ تم اشتہار دیکھتے ہی میری طرف آؤ گے۔"

"اس وقت تمہارا یہی اعتماد کام آیا ہے۔" کیلی خاموش رہی۔

"اِدھر آجاؤ۔ ٹیکسی کے پیچھے۔ ہمیں راستے پر نہیں کھڑے رہنا چاہئے۔" عمران نے کیلی کا بازو پکڑ کر دوسری طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

وہ خاموشی سے اُسکے ساتھ اُدھر چلی گئی۔ کئی منٹ گزر گئے لیکن ٹیکسی ڈرائیور دکھائی نہ دیا۔

"کیا وہ اُسے بھی لے گیا ہے؟" عمران بڑبڑایا۔

"کون کسے لے گیا ہے؟" کیلی چونک کر بولی۔

"مفرور.... ٹیکسی ڈرائیور کو" عمران کچھ سوچتا ہوا بولا۔ "اس خیال سے کہ کہیں اُسے راستے میں نہ جالوں۔"

"ممکن ہے.... تو پھر اب کیا ہو گا؟ میرا خیال ہے کہ ہم شہر سے کسی طویل فاصلے پر ہیں۔"

"تمہارا خیال درست ہے۔"

"کہیں اُس نے ٹیکسی ڈرائیور کو ختم ہی نہ کر دیا ہو؟" کیلی نے پر تشویش لہجے میں کہا۔

"اس کا بھی امکان ہے.... آؤ دیکھیں۔" عمران نے کہا اور اُسی جانب کی جھاڑیوں میں گھستا چلا گیا۔ کیلی، اس کے پیچھے تھی۔ دفعتاً عمران رک گیا۔ ایک جگہ دو انسانی پیر دکھائی دیئے تھے۔

"کیا ہے؟" کیلی نے اُس کے شانے پر جھکتے ہوئے پوچھا اور عمران نے اسی جانب اشارہ کیا، جدھر پیر دکھائی دیئے تھے۔

"اوہ، خدایا!"

وہ تیزی سے آگے بڑھے۔ ٹیکسی ڈرائیور اوندھا پڑا ہوا تھا لیکن مردہ نہیں تھا۔ جسم پر کوئی زخم بھی نہ دکھائی دیا۔ گہری گہری سانسیں لے رہا تھا۔

"اسے شاید بیہوش کر کے یہاں ڈال گیا ہے۔"

عمران نے تیزی سے اُس کی جامہ تلاشی لے ڈالی۔ گاڑی کی کنجی اُس کی جیب سے بر آمد ہوئی تھی۔ پرس میں رقم بھی موجود تھی۔

اُس نے بیہوش ڈرائیور کو کاندھے پر اٹھایا اور ٹیکسی کی طرف چل پڑا۔ کنجی، کیلی کو تھما دی
فی کہ وہ ٹیکسی کا دروازہ کھولے۔

تھوڑی دیر بعد وہ خود اُس ٹیکسی کو ڈرائیو کر رہا تھا۔ کیلی اُسی کے ساتھ اگلی سیٹ پر بیٹھی اور
ر بیہوش ڈرائیور پچھلی سیٹ پر پڑا ہوا تھا۔

"جلدی میں وہ ہمیں اپنے تعاقب سے باز رکھنے کے لئے اتنا ہی کر سکا ہو گا۔" عمران طویل
انس لے کر بولا۔

"میں سوچ بھی نہیں سکتی کہ زیرولینڈ کے ایجنٹ، یہاں اس طرح مصروف عمل ہوں گے۔"
یلی نے کہا۔

"انہوں نے دونوں کیمپوں کے ایجنٹوں کو میدان چھوڑنے پر مجبور کر دیا ہے۔ اپنے آدمیوں کا
شر تو تمہیں معلوم ہی ہو گا؟"

"یہاں آکر معلوم ہوا ہے۔"

"میرا خیال ہے وہ سچ مچ تھریسیا ہی تھی، جس نے میرے فلیٹ میں تمہارے آدمیوں کی
رمت کی تھی۔"

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ صرف تم اتنے اہم کیوں ہو گئے ہو۔ جبکہ وہ چاروں اپنی اپنی
گہوں پر مطمئن بیٹھے ہوئے ہیں۔"

"یہی تو سمجھ میں نہیں آتا۔"

"زیرولینڈ کے ایجنٹ اندھیرے کے تیر ہیں۔ لہٰذا مجھے کیا کرنا چاہئے۔"

"وہ جگہ چھوڑ دو۔ جہاں تمہارا قیام ہے۔"

"میرا سامان وہیں ہے۔"

"اس کی فکر نہ کرو۔ وہ وہاں سے منگوا لیا جائے گا لیکن اگر تم تھریسیا کے ہتھے چڑھ گئیں تو یہ
بہت بُرا ہو گا۔"

"میں چاہتی ہوں کہ کبھی اس سے دوبدو ہونے کا موقع مل جائے۔"

عمران کچھ نہ بولا۔ اتنے میں پچھلی سیٹ سے ٹیکسی ڈرائیور کی کراہ سنائی دی.... اور کیلی مڑ کر
اُسے دیکھنے لگی۔

"شاید یہ ہوش میں آرہا ہے۔" وہ آہستہ سے بولی۔ گاڑی کچے راستے سے اب سڑک پر نکل آئی تھی۔ عمران نے رفتار کم کردی اور سڑک کے کنارے روک کر انجن بند کر دیا اور خود بھی مڑ کر ٹیکسی ڈرائیور کو دیکھنے لگا۔ پھر وہ سیٹ کے نیچے گر ہی گیا ہوتا اگر عمران نے ہاتھ بڑھا کر اُسے سہارا نہ دیا ہوتا۔ دفعتاً اُس نے آنکھیں کھول دیں اور پھر ہڑ بڑا کر اٹھ بیٹھا۔

"یہ کیا چکر ہے، ساب؟" وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"میں کیا بتاؤں؟" عمران نے اُسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ "میں جب واپس آیا تو تم ٹیکسی میں نہیں تھے اور ٹیکسی لاکڈ تھی۔ کچھ دیر انتظار کر کے تمہاری تلاش شروع کر دی اور تم جھاڑیوں میں بے ہوش پڑے ملے۔ اپنی رقم وغیرہ چیک کرلو۔ کنجی میں نے تمہاری جیب سے نکالی تھی۔"

"یہ تو وہی میم ساب ہے۔" ٹیکسی ڈرائیور نے کیلی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں، وہی ہے لیکن تم پر کیا گزری تھی؟"

"ہم گاڑی لاک کر کے اُدھر جھاڑیوں میں استنجے کے لئے جارہا تھا کہ وہی سفید گاڑی آتا دکھائی دیا۔ ایک انگریز اس میں تھا۔ اُس نے گاڑی روکا اور ہم سے پوچھا کہ تم اسے لایا تھا۔ ہم بولا ہاں ہم لایا تھا.... اور ساب اس کا اردو سن کر ہمارا جی خوش ہو گیا تھا۔ پھر وہ بولا کہ تمہارا طبیعت خراب ہو گیا ہے اور تم ہمیں بلاتا ہے۔ ہم سے بولا ٹیکسی یہیں چھوڑ دو۔ ہمارا ساتھ چلو۔ وہ گاڑی سے اُتر کر ہمارا پاس آیا اور پھر ہمارا گردن پر ہاتھ مار دیا۔ ہم غافل تھا، ساب! مار کھا گیا۔ ہم نہیں جانتا کہ پھر کیا ہوا، ساب! ہم بے قصور ہے، ساب!"

"میں سمجھتا ہوں۔" عمران سر ہلا کر بولا۔ "وہ بدمعاش لوگ تھے۔ میم صاحب کو دھوکا دے کر اودھر لائے تھے۔ وہ پٹ کر بھاگا تھا اس لئے تمہیں بے ہوش کر گیا کہ میں اس کے پیچھے نہ دوڑ پڑوں۔"

"ہم غافل ہو گیا تھا، ساب! ہمارا غلطی ہے۔"

"کوئی بات نہیں۔ تم اپنی رقم چیک کرلو۔"

وہ کوٹ کی اندرونی جیب سے پرس نکال کر رقم کا شمار کرنے لگا۔ اور تھوڑی دیر بعد سر ہلا دیا۔

"سب ٹھیک ہے ساب۔"

اچھا تو اب تم لیٹے ہی رہو۔ میں ہی ڈرائیو کروں گا۔"

"نہیں، ہم بالکل ٹھیک ہے، ساب! لے چلے گا۔"



شہر میں پہنچ کر سفید فام مفرور نے ایک جگہ گاڑی روکی اور نیچے اُتر کر سامنے والی عمارت میں غل ہوگیا۔ اس میں کئی کشادہ اور شاندار فلیٹ تھے۔ انہی میں سے ایک کا دروازہ کھول کر وہ اندر غل ہوا۔ یہاں کوئی دوسرا موجود نہیں تھا۔ کوٹ اتار کر اس نے صوفے پر ڈال دیا اور ٹائی کی گرہ یلی کرنے لگا۔ آنکھیں کسی گہری سوچ میں ڈوبی ہوئی تھیں۔ پھر ٹائی بھی گلے سے نکال کر صوفے اپر ڈال دی اور فون پر کسی کے نمبر ڈائیل کرنے لگا۔ دوسری طرف سے جواب ملنے پر بولا۔

"بات بنی اور بگڑ گئی۔"

"کیا مطلب؟" دوسری طرف سے کسی عورت کی آواز آئی۔

"رالف مارا گیا۔"

"کس طرح....؟"

"ہم اُس عورت کو بتائی ہوئی جگہ پر لے گئے تھے۔ پہلے تو وہ کسی بات کا جواب ہی دینے پر آمادہ ہیں نظر آتی تھی۔ پھر کسی طرح زبان کھولی تھی کہ ایک نامعلوم آدمی نے مداخلت کی۔ وہ مسلح تھا رہم اس کی موجودگی سے لاعلم تھے۔ ہمیں نہتا ہو جانا پڑا۔ عورت نے رالف پر فائر کر دیا۔ پھر رے لئے اس کے علاوہ اور کوئی راستہ نہیں رہا تھا کہ کسی طرح وہاں سے فرار ہو جاتا۔"

"کیا وہ کوئی مقامی آدمی تھا۔" دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"ہاں، مقامی ہی تھا۔"

"عمران....؟" دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"نہیں، کوئی اور تھا۔ اُسے تو میں پہچانتا ہوں۔"

"تو تم، اس عورت سے کچھ بھی نہیں معلوم کر سکے؟"

"نہیں، شاید معلوم کر لیتے، اگر وہ نہ ٹپک پڑتا۔"

"کیا شہر ہی سے تمہارا تعاقب کیا گیا تھا؟"

"اگر کیا بھی گیا ہو تو ہمیں احساس نہیں ہو سکا تھا۔"

"تم سب اتنے غافل کیوں رہنے لگے ہو؟"

"میرے پاس اس کا کوئی جواب نہیں، سوائے اس کے کہ یہ محض اتفاق تھا۔"

"اچھا، تم وہیں ٹھہرو۔ اب اپنے فلیٹ ہی تک محدود رہنا۔"

"کب تک....؟"

"بکواس مت کرو۔" دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر رابطہ منقطع ہونے کی آواز آئی۔ وہ بُرا سامنہ بنائے ہوئے ریسیور کو گھورتا رہ گیا۔

تھوڑی دیر بعد اُس نے سلیپنگ سوٹ پہنا اور بستر پر گر گیا۔ تھکن کے آثار اُس کے چہرے سے نمایاں تھے اور پلکیں بوجھل ہوئی جا رہی تھیں۔ ذرا ہی سی دیر میں وہ سو گیا۔

پھر آنکھ کھلی تھی فون کی گھنٹی مسلسل بجتے رہنے کی بنا پر جھنجھلا کر اٹھ بیٹھا۔

"ہیلو....!" ریسیور اٹھا کر ماؤتھ پیس میں دھاڑا۔ "بونا رجس اسپیکنگ۔"

"میں راشد ہوں۔"

"کیا بات ہے؟"

"میرا خیال ہے کہ مجھ سے ایک غلطی ہوگئی ہے جسکی اطلاع مجھے تم کو پہلے ہی دینی چاہیے تھی۔"

"کیا ہوا....؟"

"تم نے پچھلی شام کو مجھ سے کہا تھا کہ ثمینہ سالومن کو اس میٹنگ میں لے جاؤں۔ میں لے گیا تھا اور اُس نے وہ سب کچھ کیا، جو اسے کرنا تھا۔ واپسی پر اُسے عابد رضوانی کے بنگلے میں اُتار کر خود روانہ ہو گیا۔ اس وقت مجھے احساس ہوا کہ میرا تعاقب کیا جا رہا ہے لیکن بہر حال، میں تعاقب کرنے والے کو ڈاج دینے میں کامیاب ہو گیا۔"

"اس کامیابی سے تمہاری کیا مراد ہے؟"

"تعاقب کرنے والا میرے ٹھکانے تک نہیں پہنچ سکا۔"

"تب تو کوئی بات نہیں ہے۔"

"میں نے سوچا تمہیں مطلع کر دوں۔"

"تم نے اچھا کیا۔"

"یہ بہت بُری بات ہے کہ ہم نجی طور پر آپس میں کوئی رابطہ نہیں رکھ سکتے۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"میں نہیں سمجھا، تم کیا کہنا چاہتے ہو۔"

"یہی کہ میں اپنے طور پر ثمینہ سالومن سے رابطہ نہیں رکھ سکتا۔"

"اس کی ضرورت؟" بونارجس نے سوال کیا۔

"مجھے بہت اچھی لگتی ہے۔"

"دیکھو دوست! ہم لوگ آپس میں اس قسم کے تعلقات نہیں رکھتے۔ اس لئے تم کہیں اور مت آزمائی کرو۔"

"مجبوری ہے۔"

"مجھے تم سے ہمدردی ہے۔ کیا یہ ثمینہ سالومن بہت خوبصورت ہے۔" بونارجس نے پوچھا۔

"نہیں، خوبصورت تو نہیں ہے زیادہ۔ لیکن پتا نہیں کس قسم کی دلکشی اپنے اندر رکھتی ہے۔ یا تم نے اُسے نہیں دیکھا؟"

"ضروری نہیں ہے کہ ہم لوگ ایک دوسرے کو دیکھیں بھی۔"

"دیکھنے کی چیز ہے۔"

"صبر کرو اور ہوشیار رہو۔"

"اچھا.... میں پوری طرح ہوشیار نہ ہوتا تو تعاقب کرنے والے کو ڈوج کیسے دیتا۔"

"اچھا، خدا حافظ۔" کہہ کر بونارجس نے ریسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ وہ، اس عورت کے بارے میں سوچنے لگا، جس سے اُسے احکامات ملتے تھے۔ لیکن اُس نے آج تک اُسے دیکھا نہیں تھا۔ اس کی قیام گاہ سے بھی واقف نہیں تھا۔ صرف ایک فون نمبر تھا، اُس کے پاس، اور وہ بھی صرف فون ہی پر اس سے رابطہ رکھتی تھی۔ بونارجس پرتگالی تھا اور پرولینڈ کی تنظیم میں خاصی اچھی حیثیت رکھتا تھا۔ یعنی اُسے تھریسیا سے براہ راست احکامات ملتے تھے۔ وہ سوچ رہا تھا کیا تھریسیا کو اس سے آگاہ کر دے کہ ثمینہ سالومن کے سلسلے میں راشد کا تعاقب کیا گیا تھا۔ پھر خیال آیا کہ تعاقب کرنے والا راشد کے ٹھکانے تک تو پہنچ ہی نہیں سکا تھا۔ پھر کیا ضرورت ہے کہ اس مسئلے کو چھیڑا جائے۔ ہو سکتا ہے خود اُس کے لئے کوئی نیا دردِ سر پیدا ہو جائے۔ لیکن یہ تو بہت بُرا ہوا کہ اُسے صرف فلیٹ ہی

تک محدود کر دیا گیا ہے۔

اچانک فون کی گھنٹی بجی اور اس نے مضطربانہ انداز میں ریسیور اٹھالیا۔ دوسری طرف سے وہی نسوانی آواز آئی جس سے احکامات ملا کرتے تھے۔

"بونار جس! وہ عمران کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتا، جو عورت کو تمہارے قبضے سے نکال لے گیا۔"

"میں، عمران کو پہچانتا ہوں، مادام!"

"وہ میک اپ کا ماہر ہے۔ آواز بدلنے پر بھی قادر ہے حتیٰ کہ چال ڈھال تک بدل لیتا ہے۔"

"ایسی کوئی صورت ہے تو پھر میں کیا عرض کروں، مادام؟"

"آج رات کو تم اپنی جگہ بدل دینا۔"

"کیوں، مادام؟"

"فارم کا مالک، تمہاری اس قیام گاہ سے واقف ہے اور تم وہاں رالف کی لاش چھوڑ آئے ہو۔"

"یہ بات تو ہے، مادام!"

"اب تم ساحلی تفریح گاہ کے ہٹ نمبر ایک سو بیاسی میں چلے جاؤ۔"

"بہت بہتر مادام!"

"دراصل میں نے عمران کا سراغ ایک بار پھر کھو دیا ہے۔"

"پہلے ہی اس پر ہاتھ ڈال دینا چاہئے تھا۔"

"اس سے کوئی خاص فائدہ نہ ہوتا۔ اس کی مصروفیات پر نظر رکھنا ضروری تھا۔"

"میں اُسے تلاش کروں؟"

"نہیں، صرف دوسرے احکامات کے منتظر رہو.... ہٹ میں ضرور منتقل ہو جانا۔"

"ایسا ہی ہوگا مادام!"

"دوسری طرف سے رابطہ منقطع ہونے کی آواز سن کر اُس نے ریسیور کریڈل پر رکھ دیا اور پیکٹ سے سگریٹ نکال کر سلگانے لگا۔



عمران اُسے ماڈل ٹاؤن کی اسی عمارت میں لے آیا تھا۔ جہاں خود مقیم تھا۔ کیلی گراہم کسی قدر
یشان بھی نظر آ رہی تھی۔

"کیا یہاں کسی سے تمہارا رابطہ ہے؟" عمران نے اس سے پوچھا۔

"نہیں، مجھے کسی سے بھی رابطہ رکھنے کو نہیں کہا گیا۔ بس تمہاری تلاش مقصود تھی۔"

"لیکن پھر وہ جگہ تمہیں کیسے ملی تھی، جہاں کے پتے سے تم نے اشتہار شائع کرایا تھا؟"

"مجھے صرف اس جگہ کا پتا بتایا گیا تھا، جہاں مجھے قیام کرنا تھا۔ ایک حوالے سے وہ جگہ مجھے مل
ا تھی۔"

"وہ جگہ کس کی ملکیت ہے؟"

"ایک مقامی آدمی کی۔ اس کا نام راحت علی ہے۔ مجھے اُس کے نام ایک تعارفی خط دیا گیا تھا۔"

"جین ہارلنگر ہی کے نام سے۔"

"ہاں، اسی نام سے۔ اوہ تو کیا تم اُس کے خلاف کوئی کارروائی کرو گے؟"

"بلاضرورت میں کبھی کچھ نہیں کرتا۔" عمران سر کو منفی جنبش دے کر بولا۔

"میرے سامان کا کیا ہوگا؟"

"اب تم راحت علی کیلئے ایک خط لکھ دو۔ میرا کوئی آدمی وہاں سے تمہارا سامان لے آئے گا۔"

"یہ پروگرام میں شامل نہیں تھا۔ اس لئے میں نہیں کہہ سکتی کہ اس خط کا ردعمل کیا ہوگا۔"

"اچھا تو پھر سکون سے بیٹھو۔ میں خود دیکھوں گا۔ سامان کی تفصیل مجھے لکھوا دو۔ لیکن ٹھہرو!
ہارے اس طرح غائب ہو جانے سے راحت علی کا ردعمل کیا ہوگا؟"

"میں یہ بھی نہیں جانتی۔"

"اچھا، جو کچھ جانتی ہو، وہی بتا دو۔"

"صرف اتنا جانتی ہوں کہ مجھے تم سے معذرت طلب کرنی تھی اور پھر یہ درخواست کرنی تھی
، میرے ساتھ اسپین چلو۔"

"پیدل۔"

اور وہ حیرت سے اُسے دیکھنے لگی۔ پھر ہنس کر بولی۔ "کسی وقت بھی شرارت سے خالی نہیں رہتے۔"

"میں نے سنجیدگی سے پوچھا تھا۔"

"پیدل کیوں جاؤ گے؟"

"اس لئے کہ یہیں مجھے کوئی تکلیف نہیں ہے۔"

"پھر کیوں چھپے چھپے پھر رہے ہو؟"

"یہ میری تفریح ہے۔"

"ایک طرف زیرولینڈ کے ایجنٹ ہیں اور دوسری طرف مخالف کیمپ۔"

"کس کا مخالف کیمپ؟"

"ہمارا مخالف کیمپ۔"

"لیکن ہمارا کوئی مخالف کیمپ نہیں ہے۔"

"تم، ہمارے دوست ہو۔"

"دوستی کے لئے کسی تیسرے کی مخالفت کرنا عقل مندی نہیں ہے۔"

"یہ تمہاری ذاتی رائے ہے۔"

"ہاں، یہ میری ذاتی رائے ہے۔"

"لیکن ہم جن حالات کے خلاف صف آرا ہیں وہ ساری دنیا کیلئے خطرناک ثابت ہو سکتے ہیں۔"

"یہ بھی درست ہے۔"

"تو پھر؟"

"تو پھر کیا؟ میری سمجھ میں ابھی تک نہیں آسکا کہ آخر لوگ مجھ سے چاہتے کیا ہیں؟"

"پہلی بات تو یہ ہے کہ اُن چاروں کے ساتھ تم کیوں لے جائے گئے تھے؟"

"یہ معاملہ بھی ابھی تک میری سمجھ میں نہیں آسکا۔"

"حالانکہ یہی بنیادی مسئلہ ہے۔"

"مجھے افسوس ہے کہ میں اس پر کوئی روشنی نہ ڈال سکوں گا۔ کیونکہ خود بھی اس کے مقصد سے لاعلم ہوں۔"

"دیکھو خود کو مزید دشواریوں میں نہ ڈالو۔" وہ اسے بے یقینی سے دیکھتی ہوئی بولی۔

"وقتی معاملات ہیں۔ دیکھا جائے گا۔"

"تم غلط فہمی میں مبتلا ہو۔ یہ وقتی معاملات نہیں ہیں۔ دونوں کیمپوں کی سیکوریٹی تمہارے چکر
یں ہے جس کے ہتھے بھی چڑھ گئے وہ تمہیں زبان کھولنے پر مجبور کر دے گا۔ نہیں مانو گے تو
ندگی سے ہاتھ دھوؤ گے۔"

"میں نے سنا ہے کہ تم کوکیز بڑی اچھی بناتی ہو؟"

"بات مت اڑاؤ.... ہاں میں بہت لذیز ڈشیں بھی تیار کر سکتی ہوں۔"

"تو پھر کب تیار کرو گی۔ تھوڑی ہی دیر بعد سے بھوک لگنی شروع ہو جائے گی۔ میں پیٹ
ا بہت کچا ہوں۔"

"خیر میں پھر تمہیں سمجھانے کی کوشش کروں گی۔ مجھے کچن دکھاؤ۔"

اسے کچن میں چھوڑ کر وہ پھر سٹنگ روم میں واپس آگیا اور فون پر رانا پیلس کے نمبر ڈائل
کیے۔ فوراً ہی جواب ملا تھا۔

"بس کال کرنے ہی والا تھا۔" بلیک زیرو نے کہا۔

"کوئی خاص بات....؟"

"جی ہاں، ثمینہ سالومن اب بھی عابد رضوانی ہی کے بنگلے میں موجود ہے۔"

"تمہیں یقین ہے؟"

"جی ہاں، میں ذاتی طور پر بھی تصدیق کر چکا ہوں۔"

"گڈ.... یہ اچھی خبر سنائی ہے تم نے۔ اس کا یہ مطلب ہوا کہ تعاقب کو اس نے محض اپنے
آدمی کی ذات ہی تک محدود سمجھا ہو گا۔ ورنہ ہرگز وہاں نہ رکتی۔"

"اب کیا حکم ہے؟" بلیک زیرو نے پوچھا۔

"احتیاط اور ہوشیاری اور نگرانی جاری رکھو اور اس طرح تیار رہو کہ کسی وقت بھی اُسے گھیر
کر گرفتار کر لینا ہے۔"

"بہت بہتر جناب!"

"اور ماڈل کالونی کے بنگلہ نمبر ایف تھرٹی سیون کے آس پاس بھی ہمارے کسی آدمی کو موجود
ہونا چاہئے۔ یہ دیکھنے کے لئے کہ اور کوئی تو اس بنگلے میں دلچسپی نہیں لے رہا۔"

"بہت بہتر.... ایف تھرٹی سیون، ماڈل کالونی۔"

"اور آج کے کسی بھی اخبار میں ایک ماہر نفسیات خاتون کا اشتہار تلاش کر کے اُس کے پتے پر بھی یہ دیکھنے کی کوشش کرو کہ اس عمارت کی بھی تو نگرانی نہیں کی جارہی۔"

"میں نے دیکھا تھا، وہ اشتہار.... وہ کون ہے؟"

"اطمینان سے بتاؤں گا۔ فی الحال موقع نہیں ہے۔"

"بہت بہتر جناب! اُسے بھی دیکھ لیا جائے گا۔"

"کتنی دیر میں مجھے مطلع کر سکو گے؟"

"زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹے بعد۔"

"ٹھیک ہے۔" کہہ کر عمران نے ریسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

ماڈل کالونی کا ایف تھرٹی سیون، وہ بنگلہ تھا جس کے ایک پام کے گملے میں وہ سگریٹ لائٹر نما پستول ڈال آیا تھا۔ اگر واقعی اس میں کوئی ایسی چیز پوشیدہ تھی جو اُس کے حامل کی نشاندہی کر دیتی.... تو اس کی تصدیق کے لئے اس سے بہتر اور کوئی تدبیر نہیں ہو سکتی تھی۔

وہ پھر کچن کی طرف چل پڑا.... اور دروازے کے قریب رک کر بولا۔ "خوشبوئیں تو منتشر ہونے لگی ہیں۔"

"یہاں سبھی کچھ تو موجود ہے۔" کیلی نے مڑ کر کہا۔ "بس ایک عورت کی کمی تھی۔"

"سو وہ براہِ راست آسمان سے ٹپک پڑی ہے۔" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

"سنا ہے تمہارے یہاں شراب پینے کی ممانعت ہو گئی ہے۔"

"صرف غیر ملکی لوگ پی سکیں گے۔"

"مکمل شراب بندی ہونی چاہئے تھی۔"

"کیا تم نہیں پیتیں؟"

"عادی نہیں ہوں۔ نہ ملے تو پرواہ بھی نہیں ہوتی۔"

"یہ تو بڑی اچھی بات ہے۔ ورنہ میں ایک اچھا میزبان ثابت نہ ہو سکتا۔"

"تم تو پہلے بھی نہیں پیتے تھے۔"

"لہٰذا آج میں بہت خوش ہوں۔ آدمی نے بہتیری غیر ضروری چیزیں اپنے پیچھے لگالی ہیں"

راب تمباکو، چائے وغیرہ۔ اگر یہ نہ ملیں تو کوئی کام ہی ڈھنگ سے نہیں ہو پاتا۔ جوان کے عادی ہیں ہیں آخر وہ بھی آدمی ہی ہیں نا اور کارکردگی میں کسی سے کم بھی نہیں ہیں۔ آدمی سے زیادہ حمق جانور روئے زمین پر اور کوئی دوسرا نہ ہوگا۔" عمران نے بے حد مغموم لہجے میں کہا۔ "اس پر ے اشرف المخلوقات ہونے کا بھی دعوے دار ہے۔"

"احمق نہیں، بلکہ صرف نقال ہے۔" کیلی نے کہا۔ "دراصل نقالی کی جبلت منطقی شعور پر بھی الب آجاتی ہے۔"

"ٹھیک کہتی ہو۔ انگریزوں کی آمد سے پہلے یہاں کوئی چائے کے نام تک سے واقف نہیں تھا بتداء میں صرف دولت مند طبقے نے اس سلسلے میں انگریزوں کی نقالی کی۔ پھر رفتہ رفتہ سبھی اس نول سی شے کے عادی ہوتے چلے گئے۔"

"عمران ڈیئر! میں یہاں تم سے مشروبات پر لیکچر سننے نہیں آئی ہوں۔ تم اصل موضوع سے وں بھاگ رہے ہو؟"

"تم نہیں آئی ہو، بلکہ میں لایا ہوں، تمہیں.... اور مجبوراً لایا ہوں کہ تمہیں زیرو لینڈ کے ایجنٹوں ے بچانا چاہتا تھا۔ ورنہ یقین کرو کہ دور ہی سے تمہاری شکل دیکھ کر چپ چاپ واپس چلا جاتا۔"

"بہت بہت شکریہ۔" وہ کسی قدر تلخ لہجے میں بولی۔ "ابھی تم اس معاملے کو اچھی طرح نہیں مجھے ہو۔ اس لئے حالات کی سنگینی کا بھی احساس نہیں ہے۔"

"میں سب کچھ اچھی طرح سمجھتا ہوں۔ لیکن پھر وہی بڑا سا سوالیہ نشان.... آخر تم سب مجھ ے کیا چاہتے ہو؟ جب کہ تمہیں سب کچھ معلوم ہو چکا ہے۔"

"یعنی تمہیں یقین ہے کہ تم، مریخ ہی پر گئے تھے؟"

"فی الحال، میری بات الگ رکھ کر یہ بتاؤ کہ ان چاروں کا کیا خیال ہے؟"

"وہ اسے فراڈ سمجھ رہے ہیں۔"

"کس بنا پر....؟ کوئی دلیل...."

"تفصیلات کا مجھے علم نہیں لیکن اُن کا خیال ہے کہ وہ زمین ہی کا کوئی نامعلوم اور غیر معمولی طہ تھا۔"

"جس پر سبز رنگ کی دھند چھائی رہتی ہے۔"

"سبز رنگ کی دھند پیدا کر لینا اِن لوگوں کے لئے کچھ مشکل نہیں۔ وہ بقیہ دنیا سے زیادہ ترقی یافتہ ہیں۔"

"دن بھر دھند چھائی رہتی ہے اور رات کو غائب ہو جاتی ہے.... اور اس خطے پر مکڑیوں کی شکل کے انسان پائے جاتے ہیں۔"

"مکڑیوں کی شکل کے ایسے روبات بنائے جاسکتے ہیں جن پر انسانی شکلوں کا گمان ہو سکے۔"

"سوال تو یہ ہے کہ اگر وہ زمین ہی کا کوئی خطہ ہے تو اُن لوگوں کا کوئی کیا بگاڑ لے گا۔"

"اچھا باؤل دے سوف نامی پینٹنگ کا کیا قصہ تھا؟"

"بس قصہ ہی قصہ تھا اور آخر کار زیرولینڈ کے ایجنٹوں نے اُسے نذرِ آتش کر دیا تھا۔"

"لیکن اُس کے کیمرہ فوٹو تمہارے پاس محفوظ ہیں۔"

"اچھا تو تم بھی اُسی چکر میں ہو؟"

"کیا مجھے نہ ہونا چاہئے۔ تم جانتے ہی ہو کہ میں، جرمن ہوں اور اُن پینٹنگز کے بارے میں بھی جانتی ہوں، جو ہٹلر کو بہت پسند تھیں۔ باؤل دے سوف بھی انہی میں سے تھی۔"

"اچھا تو پھر....؟"

"ظاہر ہے۔ کچھ پینٹنگز سے نازیوں کے بہتیرے راز افشاء ہوئے تھے۔ لہٰذا باؤل دے سوف کے لئے بھی یہی سوچا جاسکتا ہے کہ وہ بھی کسی راز کی حامل تھی۔"

"رہی ہوگی۔" عمران نے لاپرواہی ظاہر کرنے کے لئے شانے سکوڑے۔

"اور ہم لوگوں کا خیال ہے کہ تم نے اس کا معمہ حل کر لیا ہوگا۔ اسی لئے زیرولینڈ کے ایجنٹ تمہارے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔"

"یہ اُن احمقوں کی غلط فہمی ہے۔"

"تم اعتراف نہیں کرو گے۔"

"ویسے اخلاقاً یہ ہونا چاہئے کہ اگر میں کسی نتیجے پر پہنچا بھی ہوں تو مجھے اس سے صرف مغربی اور مشرقی جرمنی کی حکومت کو آگاہ کرنا چاہئے۔"

"مشرقی جرمنی کا مطلب ہے، مخالف کیمپ۔" وہ آنکھیں نکال کر بولی۔

"تو پھر مغربی جرمنی۔"

"ہوں.... تو تم واقعی اس پینٹنگ کی تہہ تک پہنچ گئے تھے۔" کیلی معنی خیز انداز میں سر ہلا کر بولی اور تھوڑی دیر تک خاموشی سے عمران کی آنکھوں میں دیکھتے رہنے کے بعد پھر بولی۔ "اُن چاروں کے ساتھ تمہیں بھی قیدی بنانے کا مقصد یہی رہا ہوگا کہ تم سے باؤل دے سوف کے بارے میں معلومات حاصل کی جائیں۔"

"حالانکہ ایسا قطعی نہیں ہوا۔ مجھے بھی مریخ کی سیر کرا کے واپس بھیج دیا گیا تھا۔"

"اور تمہیں یقین آ گیا تھا کہ تم نے مریخ ہی کی سیر کی تھی۔"

"کیوں نہ کرتا یقین.... جب کہ ایک مکڑی نما حسینہ سے میری شادی بھی ہوتے ہوتے رہ گئی تھی۔"

"پھر اُڑنے لگے۔" وہ عمران کو گھورتی ہوئی بولی۔

"ایک بات آج تک میری سمجھ میں نہیں آسکی۔" عمران نے پُر تفکر لہجے میں کہا۔

"کون سی بات؟"

"پہلے تم، مغربی جرمنی کے لئے کام کرتی تھیں اور تمہاری قومیت بھی جرمن ہی ہے۔ پھر تم ان لوگوں میں کیسے پہنچ گئیں؟"

"میں نے اپنی حکومت یا وطن سے غداری نہیں کی۔ بعض انتظامی اُمور میں تبدیلی کی بنا پر میری خدمات اُدھر منتقل کر دی گئی تھیں۔"

"یعنی دونوں حکومتوں کی رضامندی سے تمہاری منتقلی عمل میں آئی تھی؟"

"بالکل یہی بات تھی اور اس کا سبب بھی زیرو لینڈ کی تنظیم ہی بنی تھی۔ تم جانتے ہی ہو کہ بہتیرے مفرور نازی سائنسدانوں نے اُسی تنظیم کے دامن میں پناہ لی تھی۔ یہ اُس وقت کی بات ہے جب تھریسیا اس تنظیم کی سربراہ نہیں تھی کوئی اور شخص اس کا سربراہ تھا۔ بہر حال یہ مفرور نازی اپنے ساتھ بہت کچھ لے گئے تھے.... اور میری معلومات ان کے متعلق بہت وسیع تھیں۔ اسی لئے میری خدمات امریکہ کے اس ادارے کی طرف منتقل کر دی گئیں جو صرف مفرور نازیوں کے بارے میں چھان بین کر رہا تھا۔"

"تب تمہیں علم ہوگا کہ باؤل دے سوف کی کیا اہمیت ہو سکتی ہے؟" عمران نے سوال کیا۔

"علم نہ ہوتا تو یہ کیوں کہتی کہ تم محض اسی پینٹنگ کی وجہ سے مریخ پر لے جائے گئے تھے۔

ورنہ اُن چاروں کا اور تمہارا کیا ساتھ۔ اُن چاروں کو مرعوب کر کے بڑی طاقتوں کو بلیک میل کرنا تھا۔۔۔ تمہارا کیا مصرف تھا؟"

"ٹھیک کہتی ہو۔ ہم بے چارے تو تمہاری بھٹیوں میں ایندھن کے طور پر استعمال کیے جانے کے لئے ہیں۔"

"اب اس حد تک بھی نیچے نہ جاؤ۔ میرے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ وہ تمہاری حکومت کو بلیک میل کر کے کیا حاصل کر سکتے ہیں۔"

"بس ختم کرو۔" عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "اب معدہ صرف باتیں قبول کرنے پر تیار نہیں ہے۔"

"اوہ، اچھا۔" وہ چونک کر بولی۔ "بس صرف دس پندرہ منٹ بعد تم کھانے کی میز پر ہو گے۔"

اتنے میں فون کی گھنٹی بجی اور عمران پھر سٹنگ روم کی طرف پلٹ آیا۔ فون پر بلیک زیرو تھا۔

"اس مکان کی نگرانی ہو رہی ہے، جناب! جس میں ماہر نفسیات خاتون کا قیام ہے۔" بلیک زیرو نے اطلاع دی۔

"تم اپنے آدمیوں کے بارے میں کہہ رہے ہو یا کوئی اور بھی ہے؟"

"میرا مطلب تھا کہ کچھ نامعلوم افراد بھی اس مکان کی نگرانی کر رہے ہیں۔"

"مقامی ہیں یا غیر ملکی؟"

"دو سفید فام غیر ملکی۔"

"اگر اُن میں سے کوئی اپنی جگہ چھوڑے تو اس کا تعاقب کیا جائے۔"

"بہت بہتر، جناب!"

"اور موڈل کالونی والے بنگلے ایف تھرٹی سیون کی ابھی تک کی رپورٹ یہ ہے کہ اس کے آس پاس کوئی مشتبہ آدمی نظر نہیں آیا۔"

"تمہیں یقین ہے؟"

"جی ہاں، جناب!"

"اچھی بات ہے مجھے اسی طرح باخبر رکھنا اور ہاں ثمینہ سالومن کی طرف سے بھی دھیان نہ ہٹنے پائے۔"

"اُس کے سلسلے میں بہت احتیاط سے کام لیا جا رہا ہے۔ آپ مطمئن رہیں۔"

"ویٹس آل۔" کہہ کر عمران نے ریسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

کھانے کی میز پر کیلی نے پھر باؤل دے سوف کا ذکر چھیڑ دیا.... اور عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔

"پہلے مجھے بھی کچھ سوچنے سمجھنے دو۔"

"بتاؤ کیا سمجھنا چاہتے ہو؟"

"ہٹلر کے کلکشن کی دوسری تصاویر کی کیا اہمیت تھی؟"

"اُن میں سے کئی نازیوں کے خفیہ اڈوں کے بارے میں چیستانی دستاویزات ثابت ہوئی تھیں۔ اُنہی کی مدد سے کئی خفیہ اڈوں کا پتا لگایا گیا تھا۔ لیکن باؤل دے سوف ہاتھ نہیں لگی تھی۔"

"تو ان تصاویر سے جن خفیہ اڈوں کی نشاندہی ہوئی تھی کیا وہ سب کے سب تلاش کر لیے گئے تھے؟"

"ہاں.... قریب قریب سبھی...."

"تو پھر میرا خیال ہے کہ باؤل دے سوف سے متعلق خفیہ اڈے پر زیرو لینڈ کے ایجنٹ قابض ہیں۔ ورنہ وہ اس پینٹنگ کو حاصل کر کے نذرِ آتش کیوں کر دیتے۔"

"یہ صرف تمہارا بیان ہے کہ انہوں نے اُسے تم سے چھین کر نذرِ آتش کر دیا تھا۔ جس کی تصدیق نہیں کی جاسکتی۔"

"کیا محض میرا کہہ دینا کافی نہیں ہے؟"

"میں یقین کر سکتی ہوں۔ لیکن دوسرے تو ثبوت چاہیں گے۔"

"اسی لئے میں دوسروں کا پابند نہیں ہوں۔ میری طرف سے سب جائیں جہنم میں.... جب تک زندہ ہوں یہ جنگ جاری رہے گی۔"

"بیوقوفی کی باتیں مت کرو۔ یہ صرف میرا اور تمہارا مسئلہ نہیں ہے۔ ساری دنیا کا مسئلہ ہے۔"

عمران کچھ نہ بولا۔ کھانے کے دوران ہی میں پھر فون کی گھنٹی بجی تھی۔

عمران کیلی کو یئن ہی میں چھوڑ کر خود اٹھ آیا۔ اس بار بھی بلیک زیرو کی کال تھی۔

"ثمینہ سالومن دو سوٹ کیسوں سمیت عابد رضوانی کے بنگلے سے ماڈل ٹاؤن کی کوٹھی نمبر اے سکسٹین میں منتقل ہو گئی ہے۔" اس نے اطلاع دی۔

"تنہا تھی؟" عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں.....!"

"بہت احتیاط سے اُسے۔ سکسٹین کی نگرانی کراؤ۔ میں آج یہ قصہ ختم کر دینے کا ارادہ رکھتا ہوں۔" عمران کچھ سوچتا ہوا بولا۔ "اپنے سارے آدمیوں کو دوسری جگہوں سے ہٹا کر اُسی کوٹھی کے گرد لگا دو۔"

"بہت بہتر، جناب!"

"آج شب کو میں اُس کوٹھی میں داخل ہونے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ وقت سے تمہیں بعد میں مطلع کر دیا جائے گا۔"

"بہت بہتر، جناب!"

عمران، ریسیور کریڈل پر رکھ کر مڑا۔ کیلی دروازے میں کھڑی اُسے گھورے جا رہی تھی۔ بالکل ایسا ہی معلوم ہوتا تھا جیسے اچانک کسی نئے خیال نے اس کا رویہ یکسر بدل دیا ہو۔

"خیریت....؟" عمران، اُسے اوپر سے نیچے تک دیکھتا ہوا بولا۔

"تم انسانیت سے غداری کے مرتکب ہو رہے ہو۔"

"کیا اتنی دیر میں کوئی نیا خواب دیکھ لیا ہے؟"

"اگر باؤل دے سوف والا اڈہ زیرو لینڈ والوں کے ہاتھ لگ گیا ہے اور تم اس کے بارے میں کوئی اطلاع چھپانے کی کوشش کر رہے ہو تو میں اسے پوری انسانیت سے غداری ہی سمجھوں گی۔"

"تو گویا تمہیں یقین ہے کہ اُس پینٹنگ میں ایسی ہی کوئی اطلاع تھی؟"

"اطلاعات کے سوا اُن ساری تصاویر میں اور کچھ بھی نہیں تھا۔"

"غالباً مشہور آرٹسٹوں نے وہ ساری تصاویر بنائی ہوں گی؟"

"ہرگز نہیں.... کوئی تصویر کسی بھی معروف آرٹسٹ کی بنائی ہوئی نہیں تھی۔ محض اسی بناء پر تو اُن کی طرف متوجہ ہونا پڑا تھا۔ غیر معروف آرٹسٹوں کی بنائی ہوئی تصاویر، جنہیں ہٹلر بہت بڑا سرمایہ سمجھتا تھا۔ آخر کیوں....؟ یہی سوال تھا، جس نے اُن تصاویر کے سلسلے میں چھان بین پر مجبور کیا تھا۔"

"اور ہر تصویر پر آرٹسٹ کے دستخط ضرور رہے ہوں گے؟"

"ہاں، ایسا ہی تھا اور ابتدائی رہنمائی اُنہی دستخطوں کی بناء پر ہوئی تھی۔"

"کس طرح۔۔۔۔؟"

"جس مقام پر وہ خفیہ اڈا ہوتا تھا۔ اس کا نام الٹ کر دستخط کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا۔"
یعنی اگر کوئی خفیہ اڈا مالٹا میں تھا تو اُسے اٹلام لکھا گیا تھا۔ غالباً تم سمجھ گئے ہو گے اور ہاں تمہیں یاد ہی ہو گا کہ باؤل دے سوف پر آرٹسٹ کا کیا نام لکھا گیا تھا؟"

"فی الحال تم سوال نہ کرو۔" عمران مسکرا کر بولا۔ "مجھے اپنی معلومات میں اضافہ کرنے دو۔"

"تم اپنی معلومات میں اضافہ کر کے کیا کر سکو گے؟"

"معلومات برائے معلومات۔ آہاں... ٹھیک یاد آیا۔ واپس چلو۔ ابھی میں نے کھانا کہاں ختم کیا تھا۔"

کیلی کے چہرے پر شدید جھنجھلاہٹ کے آثار نمایاں تھے۔ لیکن وہ چپ چاپ کچن کی طرف مڑ گئی۔ میز پر پہنچ کر عمران خاموشی سے کھانا کھاتا رہا۔ اور وہ خود اُسے کھا جانے والی نظروں سے گھورتی رہی۔ آخر تھوڑی دیر بعد بولی۔ "میری سمجھ میں نہیں آتا کہ تم نے کیا سوچ رکھا ہے؟"

"یہی کہ جسطرح تم لوگ اپنے مفاد کو عزیز رکھتے ہو اسی طرح دوسروں کو بھی سوچنا چاہئے۔"

"کیا کہنا چاہتے ہو؟"

"میں اپنی معلومات کسی ایک کے حوالے نہیں کروں گا، کہ وہ خود اس اڈے پر قابض ہو کر ایک اضافی قوت کا مالک بن بیٹھے۔ مجھے یقین ہے کہ کیپ کینیڈی پر برف باری کا اہتمام اُسی اڈے سے کیا گیا تھا۔"

"اچھا تو پھر۔۔۔۔؟"

"ایک کانفرنس ہو گی، جس میں مختلف ممالک کے نمائندے شامل ہوں گے اور میں اُن کی موجودگی میں وہ سب کچھ ظاہر کر دوں گا جس کا علم رکھتا ہوں۔"

"احمقانہ بات ہے۔ بھلا ایسی کانفرنس کون طلب کرے گا؟ کیا تم ایسا کر سکتے ہو؟ کیا تمہاری حکومت۔۔۔۔؟"

"حکومت کا تو نام ہی نہ لو۔ وہ مجھے اب بھی مردہ تصور کرتی ہے۔"

"یعنی اپنے آدمیوں سے تمہارا رابطہ نہیں ہے؟"

"آدمیوں سے تو رابطہ ہے.... لیکن کسی محکمے سے نہیں ہے۔ یہ میرے ذاتی دوست ہیں جن سے میں فون پر گفتگو کرتا ہوں۔"

''بے حد خطرناک کھیل شروع کیا ہے تم نے، گمنامی میں مر جاؤ گے۔''

''نام آوری کے ساتھ مرنے میں کیا فائدہ پہنچتا ہے۔ مرنے والے کو تو بہر حال، مرنا ہی پڑتا ہے۔''

''تو تم مخالف کیمپ کے لوگوں سے بھی اسی قسم کی گفتگو کر چکے ہو؟''

''میں صرف تم سے گفتگو کر رہا ہوں۔ میری ملاقات ابھی کسی سے نہیں ہوئی ہے اور تم سے بھی اس لئے گفتگو کر رہا ہوں کہ تم جرمن ہو۔''

''واقعی تمہیں رام کرنا بے حد مشکل ہے۔''

''تم بہر حال جرمن ہو کیلی! اسے مت بھولو۔ خواہ کسی کے لئے بھی کام کر رہی ہو۔ کیا تم اسے پسند کرو گی کہ نازیوں کا وہ خفیہ اڈا کسی ایک طاقت کے قبضے میں چلا جائے۔''

''میں تو اس کی تباہی چاہتی ہوں۔ اُسی طرح جیسے دوسرے خفیہ اڈے تباہ کر دیئے گئے تھے۔''

''وہ اور وقت تھا، اب تو یہ عالم ہے کہ دونوں کیمپ انفرادی طور پر اس کوشش میں ہیں کہ میں اُن کے ہتھے چڑھ جاؤں۔ آخر اس کا کیا مطلب ہو سکتا ہے۔ پہلے اُن دونوں نے مل کر اُن اڈوں کو تباہ کیا تھا اور دیوارِ برلن کا اُس وقت وجود نہیں تھا۔''

''تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔'' وہ آہستہ سے بولی۔ ''تم واقعی گریٹ ہو۔ تمہاری جگہ اور کوئی ہوتا تو اپنی معلومات کو نیلام پر چڑھا دیتا۔''

''ڈفر دی گریٹ ہوں۔''

''تو پھر اب کیا کیا جائے؟''

''اس کے علاوہ اور کوئی صورت نہیں ہے کہ میں ایسی ایک کانفرنس کیلئے کوشش کروں۔''

''میرا خیال ہے کہ تمہاری حکومت کی طرف سے بھی اس قسم کی کوئی تحریک نہیں ہو سکتی۔''

''بس تو پھر بات یہیں ختم ہو جاتی ہے۔''

''یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔ زیرو لینڈ کی طرف سے پوری دنیا اس دوران میں بلیک میل ہوتی رہے گی۔''

''صرف دو بڑی طاقتوں کی بات کرو۔ پوری دنیا کی بات تو وہ بھی نہیں کر رہے۔''

''یعنی تم چاہتے ہو کہ دونوں بڑی طاقتیں اس دوران میں اُنکے ہاتھوں بلیک میل ہوتی رہیں۔''

''میرا خیال ہے تم بھی جاؤ اور اپنے محکمے کو آگاہ کر دو کہ میں تمہارے ہاتھ بھی نہیں لگ سکا۔''

"یا تو تم پاگل ہو گئے ہو.... یا پھر....؟" وہ جملہ پورا کیے بغیر خاموش ہو گئی۔

"جملہ پورا کرو۔" عمران مسکرا کر بولا۔ "یا پھر خود ہی زیرو لینڈ کا ایجنٹ بن گیا ہوں۔"

وہ کچھ نہ بولی۔ دونوں کھانا ختم کر چکے تھے۔ تھوڑی دیر بعد کیلی نے کہا۔

"میں اس طرح واپس نہیں جاؤں گی۔ ابھی تم کوئی فیصلہ کر سکنے کے قابل ہو بھی نہیں۔ ن میرا فیصلہ ہے کہ میں تمہارے ساتھ ہی رہوں گی۔"

"میں، تم پر اعتماد کر سکتا ہوں۔ کیونکہ تم جرمن ہو۔" عمران نے سنجیدگی سے کہا۔ "لیکن مجھے ہاری شکل میں تھوڑی سی تبدیلی کرنی پڑے گی۔ کیونکہ زیرو لینڈ کے ایجنٹ تمہیں پہچانتے ہیں۔"

"یہ تجربہ بھی خاصا دلچسپ رہے گا۔ مجھے پہلے کبھی میک اپ میں رہ کر کام کرنے کا اتفاق نہیں ا۔ میرا خیال ہے کہ تمہاری کامیابیوں کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ تم میک اپ کے ماہر ہو۔"

عمران کچھ نہ بولا۔ شام تک اس نے کیلی کی شکل بالکل ہی بدل دی تھی.... اور اُس نے اس مہارت کی تعریف تو کی تھی لیکن اس شکایت کے ساتھ.... کہ چہرے پر بعض جگہ چپکائے نے والے پلاسٹک کے ٹکڑے الجھن میں مبتلا کر رہے ہیں۔

"تھوڑی دیر بعد ان کی عادی ہو جاؤ گی۔ پھر تمہیں احساس تک نہیں ہو گا۔" عمران نے کہا۔

"تم کہتے ہو کہ تھریسیا یہیں موجود ہے۔ لیکن مجھے حیرت ہے کہ وہ بھی ابھی تک تمہیں ش کر لینے میں کامیاب نہیں ہو سکی؟"

"ابھی تک تو میرا یہی خیال ہے کہ مجھ پر اس کی نظر نہیں پڑی لیکن یہ محض غلط فہمی بھی سکتی ہے۔"

"کیا مطلب....؟"

"اس کا طریقہ کار دنیا سے نرالا ہے۔ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ وہ کس وقت کیا کر گزرے گی۔"

"تو تم اُس سے بہت مرعوب ہو گئے ہو۔"

"میں صرف اس کی فطرت کا ذکر کر رہا تھا۔"

"کیا تم اُسے گرفتار کرنے کی کوشش کرو گے؟"

"کس برتے پر.... میرا محکمہ تو مجھے مردہ تصور کرتا ہے۔"

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آخر تم کرنا کیا چاہتے ہو؟"

"یقین کرو کہ یہی ابھی تک میری سمجھ میں بھی نہیں آیا ہے۔ اچھا اب کچھ دیر کے لئے باہر جاؤں گا۔ یہاں ضرورت کی ہر چیز موجود ہے۔"

"کتنی دیر میں واپسی ہو گی؟"

"جلد ہی.... " عمران نے کہا اور باہر آگیا۔ اب وہ اس بنگلے کی طرف جارہا تھا جس کے گملے میں سگریٹ لائٹر نما پستول ڈال آیا تھا۔ بنگلے کے قریب پہنچ کر اُس نے اطراف و جوانب کا جائزہ لیا تھا۔ کہیں بھی کوئی ایسا نہ دکھائی دیا جس پر بنگلے کی نگرانی کرنے والے کا شبہ کیا جاسکتا۔

اندھیرا پھیل گیا تھا، مزید اطمینان کر لینے کے بعد وہ آگے بڑھا.... اور گملے سے سگریٹ لائٹر نکالتا ہوا آگے ہی بڑھتا چلا گیا۔ کچھ دور جاکر پلٹا اور سیدھا اپنی اقامت گاہ میں چلا گیا۔

"اوہ، اتنی جلدی واپس آگئے؟" کیلی نے حیرت سے کہا۔

"جہاں جانا تھا ابھی وہاں جانے میں دیر ہے۔"

"کہیں بھی نہ جاؤ۔ کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ ہم دو چار دن بے فکری سے گزار دیں۔"

"میں نہیں سمجھا۔"

"یہ قطعی بھول جائیں کہ ہمارے مقاصد کیا ہیں۔ صرف یہ یاد رکھیں کہ دو اچھے دوست بہت دنوں کے بعد یکجا ہوئے ہیں۔"

"بڑا اچھا خیال ہے لیکن میرے مخالف مجھے اس قسم کی کوئی چھوٹ دینے پر ہرگز تیار نہ ہوں گے۔"

"ہماری طرف سے تو مطمئن رہو۔ میرے علاوہ اس وقت اور کوئی بھی فیلڈ میں نہیں ہے۔"

"اور دوسروں کا رویہ ہمدردانہ ہے لیکن تھریسیا کی ٹیم مجھے نہیں بخشے گی۔"

"میرا دعویٰ ہے کہ تم اس میک اپ میں نہیں پہچانے جاسکتے۔"

"تھریسیا کا ایک آدمی، مجھے اس میک اپ میں دیکھ چکا ہے۔"

"تو اس میں تبدیلی کرو اور کہیں باہر نکل چلو۔ میں بڑی گھٹن محسوس کر رہی ہوں۔"

عمران تھوڑی دیر تک سوچتا رہا۔ پھر اُس سے متفق ہو گیا۔ اپنے میک اپ میں کچھ تبدیلیاں کیں اور دونوں باہر جانے کے لئے تیار ہو گئے۔

عمران نے یہاں کوئی گاڑی نہیں رکھی تھی۔ لہٰذا ٹیکسی اسٹینڈ تک پیدل ہی جانا تھا۔

"کتنی خوش گوار رات ہے۔" کیلی سسکاری لے کر بولی۔

"اس کی نہیں ہو رہی۔" عمران نے جلدی سے کہا۔

"کیا مطلب....؟"

"مطلب یہ کہ میرے لئے رات بس رات ہے۔ اُس کی شان میں کوئی قصیدہ برداشت کرنا میرے بس سے باہر ہو گا۔"

"شروع کر دیں، اُوٹ پٹانگ باتیں۔"

"دوستی اپنی جگہ لیکن میں اپنے دماغ کو کباڑ خانہ بنانے پر تیار نہیں۔"

"جمالیاتی حس بھی نہیں رہی تم میں۔"

"میں شاعر نہیں ہوں۔"

"آدمی تو ہو۔"

"آدمی اتنا کمزور پیانہ ہے کہ اگر پیٹ میں روٹی نہ ہو تو جمالیات، فضولیات ہو کر رہ جاتی ہے۔"

"کیا دوسرے کیمپ کا اثر ہو گیا ہے، تم پر؟"

"کیا تمہارا کیمپ پیٹ بھی شمسی توانائی سے بھرتا ہے؟"

"ارے.... ارے! کیا اب سیاست چھیڑو گے؟"

"کیا تم کسی جمالیاتی تقاضے کے تحت مجھ سے ملنے آئی ہو؟"

"چلو.... واپس چلو۔ باہر کی فضا شاید تمہیں راس نہیں آرہی۔"

"ایسی کوئی بات نہیں۔" عمران ہنس کر بولا۔ "رات کتنی خوشگوار ہے سے آگے بات بڑھانے کا سلیقہ نہیں ہے، مجھ میں۔ اس لئے اس کا رخ دوسری طرف موڑ دیا تھا۔"

"لیکن باتیں بنانے کے ماہر ہو۔"

"ہم بیچارے ایٹم بم تو بنا نہیں سکتے۔ اس لئے باتیں ہی سہی۔"

"میں کہتی ہوں واپس چلو۔ ورنہ میں بھی بیمار ہو جاؤں گی۔"

"تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ تم خود کو صحت مند بھی سمجھتی ہو؟"

"کیوں نہیں....؟"

"پھر کیوں، واپس جانا چاہتی ہو۔ میری باتوں کا پامردی سے مقابلہ کرو۔"

"واقعی بور کر دو گے۔"

"اچھا ختم.... ہاں رات واقعی خوشگوار ہے۔ چاندنی بھی ہوتی تو چودہ طبق روشن ہو جاتے۔ غالباً ہوا مستی بھری ہے اور ستارے.... اور ستارے.... آگے سمجھ میں نہیں آرہا کہ کیا کہوں۔"

"بس چپ ہی رہو۔"

اچانک عمران کو ایسا محسوس ہوا جیسے اُس کے پورے وجود کو جھٹکا سا لگا ہو اور پھر کیلی بھی اُس سے آٹکرائی۔ پل بھر کے لئے ایسا محسوس ہوا جیسے اس کے ذہن نے جسم کا ساتھ چھوڑ دیا ہو۔ آنکھیں بھی بند ہو گئیں۔ پھر ہوش آیا تھا، جھلسا دینے والی گرمی کے احساس سے آنکھیں کھل گئیں۔ آگ کا بڑا سا دائرہ ان کے گرد چکرا رہا تھا۔ کیلی کی چیخیں نکل گئیں.... اور پھر راہگیروں نے بھی چیخنا شروع کر دیا لیکن کسی نے بھی اُن کے قریب آنے کی ہمت نہیں کی۔ دائرے کا قطر کم از کم چھ سات فٹ ضرور رہا ہوگا اور چوڑائی ایک بالشت سے زیادہ نہیں تھی۔ عمران کے سینے اور کیلی کے شانوں کے برابر گردش کر رہا تھا۔ عمران نے مضبوطی سے کیلی کا بازو پکڑ کر کہا۔ "اپنے حواس کو قابو میں رکھنا۔"

"یہ.... یہ کیا ہے۔" وہ خوف زدہ آواز میں بولی۔

"شاید مجھ سے ایک حماقت سرزد ہو گئی ہے۔" اس نے کہا اور کوشش کی کہ جھک کر اس دائرے سے باہر نکل جائے۔ لیکن اس کے جھکتے ہی دائرہ بھی اتنی ہی تیزی سے نیچے آیا تھا۔ عمران پھر سیدھا کھڑا ہو گیا اور دائرہ دوبارہ زمین سے اتنی ہی بلندی پر آگیا جتنی بلندی پر پہلے تھا۔

"آخر پھنس ہی گیا۔" عمران بڑبڑایا۔

لوگ دور کھڑے شور مچا رہے تھے اور کچھ خوفزدہ ہو کر بھاگ کھڑے ہوئے تھے۔

"اچھا، اب تم تو بیٹھو۔" عمران نے کیلی سے کہا۔

"پتا نہیں کیا کہہ رہے ہو؟" وہ منمنائی۔

"بیٹھ کر دیکھو۔ یہ دائرہ تمہارے ساتھ ہی نیچا تو نہیں ہو جاتا۔"

بات اس کی سمجھ میں آگئی اور وہ تیزی سے بیٹھ گئی لیکن دائرہ اسی بلندی پر چکراتا رہا۔

"گڈ....!" عمران بولا۔ "اب اس کے نیچے سے نکل جانے کی کوشش کرو۔"

کیلی نے دونوں ہاتھ زمین پر ٹیک کر بیٹھے ہی بیٹھے جست لگائی اور دائرے کی گردش کے احاطے سے باہر نکل گئی.... اور دائرہ صرف عمران کے گرد چکراتا رہا۔

"اب میرے قریب نہ آنا۔" عمران نے کیلی سے کہا۔ "سیدھی گھر چلی جاؤ۔"

"لیکن تم.... تم کیوں نہیں بیٹھ جاتے۔" کیلی زور سے بولی۔

"میں نہیں نکل سکوں گا.... یہ دیکھو۔" عمران بیٹھتا ہوا بولا۔ دائرہ اس کے ساتھ ہی نیچے آیا راب بھی اُس کے سینے کے مقابل گردش کر رہا تھا۔ حالانکہ اُس کے جسم سے اس کا فاصلہ کم چار فٹ ضرور رہا ہوگا۔ لیکن اُس کی آنچ اُسے جھلسائے دے رہی تھی۔ وہ پھر اٹھ گیا۔ اسی ساتھ ہی دائرہ بھی اٹھا تھا اور سینے ہی کے مقابل چکراتا رہا۔ "تو.... یہ بات ہے۔" اُس نے ۔ سگریٹ لائٹر کی حقیقت اب واضح ہوئی ہے۔ یعنی وہ اسی دائرے کا ریسیور معلوم ہوتا ہے۔ شبے کی بنا پر کہ شاید اس میں ایسا ریسیور پوشیدہ ہو جو اس کی نشاندہی کر دے اس نے اس سے چھڑالیا تھا۔ یعنی آزمائشی طور پر اُسے ایک گملے میں ڈال آیا تھا لیکن اُس کے آس پاس کسی ں کرنے والے کو نہ پا کر غلط فہمی میں مبتلا ہو گیا۔ یہ سمجھا کہ واقعی تھریسیا نے اُسے دشمنوں سے ظ رہنے کے لئے ایک نایاب حربہ عطا کر دیا ہے۔

اس وقت وہ سگریٹ لائٹر اُس کے کوٹ کی اندرونی جیب میں موجود تھا اور یہ دائرہ ٹھیک اُسی یدھ میں گردش کر رہا تھا۔ اچانک عمران کو ایسا محسوس ہوا جیسے کسی نے اُسے پیچھے سے دھکیل ۔ وہ لڑکھڑاتا ہوا کئی قدم آگے بڑھ گیا۔ دائرے نے بھی اس کے ساتھ ہی حرکت کی تھی۔ بدستور گردش کرتا ہوا عموداً بھی آگے بڑھا تھا اور پھر تو عمران کے قدم رکے ہی نہیں تھے۔ علوم ہوتا تھا جیسے کوئی غیر مرئی ہاتھ اس کا گریبان تھامے اُسے ایک جانب کھینچے لیے جا رہا اسے اب کیلی کا بھی ہوش نہیں تھا۔ پتا نہیں وہ اُس کی ہدایت کے مطابق گھر چلی گئی تھی یا اُس پیچھے پیچھے ہی چلی آ رہی تھی۔

اس کے پیر متحرک تھے لیکن ہاتھوں کو جنبش بھی نہیں دے سکتا تھا۔ ورنہ کیا مشکل تھا کہ سگریٹ لائٹر کو جیب سے نکال پھینکتا۔

اچانک اپنی اس بے بسی پر اُسے ہنسی آ گئی۔ بالآخر پھنس ہی گیا۔ تھریسیا کے جال میں.... بہت تھا کہ اُسے ڈوج دے کر رانا پیلس سے نکل آیا ہے اور وہ اس کا سراغ کھو چکی ہے لیکن وہ خود ں نقل و حرکت سے آگاہی رکھتا ہے اور کسی مناسب موقعے پر اُسے گھیر لے گا۔ لیکن اب کیا کہئے کہ خود ہی کشاں کشاں شاید اسی کی طرف چلا جا رہا ہے۔

اُسے یاد آیا کہ بلیک زیرو نے ماڈل ٹاؤن ہی کے "اے۔ بلاک" کی کسی عمارت کے بارے میں بتایا تھا کہ تھریسیا وہاں منتقل ہو گئی ہے.... اوہ.... کوٹھی نمبر اے سکسٹین۔ آتشی دائرہ اُسے بار اے ہی کی طرف دوڑائے لیے جا رہا تھا۔ عجیب بے بسی کا عالم تھا۔ بار بار "سیانے کوے" والی بات ذہن کو کچوکے لگانے لگتی تھی۔

لیکن اس پر بدحواسی طاری نہیں ہوئی تھی۔ ذہن پوری طرح بیدار تھا۔ اور وہ اس وبال سے نجات پانے کی تدبیریں برابر سوچے جا رہا تھا۔

اُس کے گردوپیش میں بھی ہنگامہ برپا تھا۔ ایک بہت بڑی بھیڑ اُس کے پیچھے چل رہی تھی۔ جو بھی اُسے دیکھتا یا تو خائف ہو کر بھاگ کھڑا ہوتا یا اُسے کسی قسم کا تماشا سمجھ کر اُس کے پیچھے ہو لیتا۔ اگر کوئی آگ کے دائرے کے قریب پہنچنے کی کوشش کرتا تو بے شمار چنگاریاں منتشر ہو کر اُس کی طرف لپکتیں.... لیکن جب پیچھے آنے والوں نے تھوڑی دیر بعد یہ دیکھا کہ وہ نامعلوم آدمی اُس آتشی دائرے سمیت موڈل ٹاؤن کے قریب والے قبرستان میں داخل ہو رہا ہے تو اُن کے چھکے چھوٹ گئے اور انہوں نے ڈر ڈر کر بھاگنا شروع کر دیا اور پھر عمران بالکل تنہا رہ گیا۔

دائرہ اُسے قبرستان سے بھی نکال لے گیا تھا اور اب وہ ایک خشک نالے میں اُتر رہا تھا۔ جیسے ہی اُس کی تہہ میں پہنچا اچانک وہ دائرہ کسی شعلے کی طرح بجھ کر اپنے گرد کی فضا کو دھواں دھار کر گیا۔ عمران نے اس دھوئیں کی یلغار کی حدود سے نکل جانا چاہا تھا لیکن ممکن نہ ہوا کیونکہ سر بہت زور سے چکرایا تھا۔ پھر اس کے قدم لڑکھڑائے اور وہ وہیں ڈھیر ہو گیا۔

پھر اسی عالم میں پتا نہیں کتنے جگ بیتے تھے۔ بہر حال دوبارہ ہوش میں آنے پر اُسے ایسا ہی محسوس ہوا تھا جیسے گزری ہوئی صدیوں کی کہر میں لپٹا ہوا اس کرسی تک پہنچا ہو، جس پر اب پڑا ہوا تھا۔ آنکھوں کے سامنے اب بھی ہلکی ہلکی دھند چھائی ہوئی تھی۔

آہستہ آہستہ اس کا ذہن صاف ہو رہا تھا۔ پھر یادداشت بحال ہوتے ہی اس نے کرسی سے اُٹھ جانا چاہا۔ لیکن نہ اٹھ سکا کیونکہ اس کے ہاتھ کرسی کے ہتھوں سے جکڑے ہوئے تھے۔

دفعتاً اُس نے پیروں کی چاپ سنی اور آنکھیں بند کر لیں۔ نہ صرف آنکھیں بند کر لیں بلکہ اپنے پورے جسم کو رہ رہ کر اس طرح جھٹکے دینے لگا جیسے کسی قسم کا دورہ پڑا ہے۔

قدموں کی چاپیں رک گئیں لیکن عمران کا جسم اسی طرح جھٹکے لیتا رہا اور پھر اس کے

ے کو کہتے سنا۔ "یہ کیا ہے؟ کیا تم نے اسے بیہوشی ہی کی حالت میں کرسی سے جکڑ دیا تھا۔"

"پھر کیا کرتا....؟" کسی مرد نے کہا۔

"ہوش میں آنے کا انتظار کرتے۔ یہ تو اعصابی قسم کے دورے میں مبتلا ہو گیا ہے۔ کنفیشن کے قابل نہیں رہا۔"

"مجھے علم نہیں تھا کہ کنفیشن چیئر پر بٹھانے کی کیا شرائط ہیں۔" مرد نے سرد لہجے میں جواب دیا۔

"جواب دہی مادام سے کرنا۔" عورت نے بھی تیز لہجے میں جواب دیا۔ "اسے کرسی سے اٹھا کر ش پر لٹا دو۔"

"تمہارا لہجہ تحکمانہ ہے۔"

"ہونا ہی چاہئے کیونکہ اس آپریشن کی انچارج میں ہوں۔"

"تنہا میرے بس کا روگ نہیں ہے۔"

"تو اپنی مدد کے لئے کسی اور کو بلاؤ۔"

عمران نے بھاری قدموں کی چاپ سنی اور پھر سناٹا چھا گیا۔

عمران کا جسم اب بھی وقفے وقفے سے جھٹکے لے رہا تھا۔ اس نے آنکھوں میں خفیف سا درہ کے کمرے کا جائزہ لینے کی کوشش کی۔ ہر چند کہ اس عورت کا چہرہ پوری طرح اُس کے سامنے یں تھا لیکن وہ پہلی ہی نظر میں اُسے پہچان گیا۔ یہ ثمینہ سالومن تھی۔

دفعتاً وہ اُس کی طرف مڑی اور اُسے پُر تشویش نظروں سے دیکھنے لگی۔

اتنے میں دو افراد اندر آئے اور ثمینہ نے اُن سے پوچھا۔ "بونار جس کہاں رہ گیا؟"

"پتا نہیں۔ ہم سے کہا تھا کہ آپ نے طلب کیا ہے۔" اُن میں سے ایک بولا۔

"کیا تمہیں علم نہیں تھا کہ بحالت بیہوشی، کنفیشن چیئر پر نہیں بٹھاتے؟"

"ہم نے مسٹر بونار جس سے یہی کہا تھا لیکن وہ بولے کہ خطرناک آدمی ہے۔ میں کسی قسم کا خطرہ مول نہیں لے سکتا۔"

"چلو اسے کرسی سے اٹھا کر یہاں فرش پر لٹا دو۔"

عمران کی کلائیوں کے گرد کسے ہوئے چمڑے کے تسمے کھولے جانے لگے اور پھر دونوں نے سے اٹھا کر فرش پر لٹا دیا۔ عمران کا جسم اب بھی جھٹکے لے رہا تھا۔ وہ دراصل اپنی اس حرکت کو

طول دے کر اندازہ لگانا چاہتا تھا کہ اس عمارت میں کتنے افراد ہیں۔

"اُسے ہوش میں لانے کی کوشش کرو۔" ثمینہ بولی۔

"اس وقت ڈاکٹر موجود نہیں ہے۔" جواب ملا۔

"حالانکہ اُسے موجود رہنا چاہئے تھا۔" ثمینہ غصیلے لہجے میں بولی۔ لیکن اُن دونوں میں سے کوئی کچھ نہ بولا۔

پھر وہ، عمران کے قریب دوزانو بیٹھ کر جھکی اور اُس کی پلکیں اٹھا کر آنکھوں میں دیکھ ہی رہی تھی کہ عمران کا ایک ہاتھ کراٹے کی ضرب کی شکل میں اُس کے بائیں شانے پر پڑا اور وہ پٹ سے اُسی پر آگری۔ پھر جتنی دیر میں وہ دونوں کچھ سمجھنے کے قابل ہو سکتے.... عمران چھلانگ مار کر اُن پر جا پڑا۔ دونوں کے سر آپس میں ٹکرائے تھے۔ اُس کے آگے کے دو دانت پیچھے کھسک گئے اور وہ دونوں ہاتھوں سے منہ دبائے ہوئے اپنے بیہوش ساتھی پر جا گرا۔ عمران پھر ثمینہ کی طرف پلٹا۔ شاید اُسے کندھے پر اٹھا کر لے بھاگنے کا ارادہ تھا لیکن پھر رک گیا پتا نہیں وہ خود کہاں تھا اور کس طرح اس عمارت سے نکل سکے گا۔ اُس نے اپنے کوٹ کی اندرونی جیب ٹٹولی۔ سگریٹ لائٹر موجود نہیں تھا اور بغلی ہولسٹر بھی کھول لیا گیا تھا۔ ثمینہ کو جوں کا توں چھوڑ کر وہ پھر اُن دونوں کی طرف آیا اور انہیں نیچے سے اُوپر تک ٹٹولنے لگا۔ دونوں کے بغلی ہولسٹر سے ریوالور برآمد ہوئے، جنہیں اپنے قبضے میں کر لینے کے بعد وہ دروازے کی طرف بڑھا۔ دروازے سے گزر کر راہداری میں پہنچا ہی تھا کہ بائیں جانب سے متعدد دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں آئیں اور پوری عمارت میں عجیب سا شور گونجنے لگا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کہیں سے خطرے کا الارم بج گیا ہو۔ وہ تیزی سے دائیں جانب مڑا اور آگے ہی بڑھتا چلا گیا.... اور پھر اس نے ثمینہ کو چیختے سنا.... "دیکھو، جانے نہ پائے۔"

آواز عقب سے آئی تھی۔ عمران نے پلٹ کر اندھا دھند دو فائر کیے اور دوڑنے لگا۔ راہداری کا اختتام زینوں پر ہوا تھا وہ اوپر چڑھتا چلا گیا۔ دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں اب بھی آ رہی تھیں۔

ثمینہ اس کے اندازے سے پہلے ہی ہوش میں آگئی تھی۔ ورنہ وہ تو ایسا جچا تلا ہاتھ تھا کہ آدھے گھنٹے سے پہلے اُسے جنبش بھی نہ کرنی چاہئے تھی۔ زینوں کے اختتام پر وہ پھر راہداری میں تھا، جس میں دو رویہ کمرے بنے ہوئے تھے اور شاید اس راہداری کا اختتام بھی زینوں ہی پر ہوا تھا

بس اس بار اس نے سیدھے جانے کی بجائے قریب ہی کے ایک کمرے کا دروازہ کھول لیا۔ کیونکہ
وہ زینوں پر قدموں کی چاپ سن رہا تھا۔

کمرے میں داخل ہو کر اُس نے آہستگی سے دروازہ بند کیا اور دوسرے ہاتھ میں بھی ریوالور
سنبھالتے ہوئے بایاں کان دروازے سے لگا دیا۔

ثمینہ، اس دروازے کے قریب پہنچ کر چیخی تھی۔ "اگر وہ نکل گیا تو تم مادام کے قہر کا سامنا نہ
کر سکو گے۔"

دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں دور ہوتی گئیں۔ شاید وہ تیسری منزل کے زینوں کی
طرف دوڑے جا رہے تھے اور ثمینہ غالباً وہیں رک گئی تھی۔

عمران نے قفل کے سوراخ سے آنکھ لگا دی۔ عجیب اتفاق تھا کہ وہ ٹھیک اُسی دروازے کے
قریب کھڑی تیسری منزل کے زینوں کی طرف دیکھ رہی تھی۔ لیکن پوری طرح ہوشیار بھی نظر
آ رہی تھی۔ اور عمران اچھی طرح جانتا تھا کہ وہ تھریسیا ہی ہے اور کچھ دیر پہلے محض غفلت میں مار
کھا گئی تھی۔ پتا نہیں اس وقت بھی اس کے پاس کسی قسم کے حربے موجود ہوں۔

اُسے وہ انگشتریاں یاد تھیں جن کے نگینوں سے تباہ کن شعاعیں خارج ہوتی تھیں اور جن کی
زد پر آئی ہوئی ہر چیز راکھ کا ڈھیر ہو جاتی تھی۔

وہ کوندے کی لپک بھی یاد آئی، جس نے جوزف اور اُس کے ساتھیوں کو بے بس کر دیا تھا اور
تھریسیا صاف نکل گئی تھی.... تو پھر کیا کرنا چاہئے؟ پتا نہیں کب دوسرے لوگ تیسری منزل
سے ناکام واپس آ جائیں۔ خطرہ تو مول لینا ہی پڑے گا۔

بس پھر اس نے دروازہ کھولا اور دونوں ریوالوروں کا رخ ثمینہ کی طرف کرتے ہوئے کہا۔
"نچلی منزل کی طرف.... ورنہ اس بار مروت نہیں کروں گا۔"

اس نے اُسے قہر آلود نگاہوں سے دیکھا اور زینوں کی طرف مڑ گئی۔ عمران اسکے پیچھے چل رہا تھا۔
وہ نیچے پہنچے ہی تھے کہ سامنے سے ایک آدمی آتا دکھائی دیا اور عمران نے ثمینہ کے شانوں کے
اوپر سے اُس پر فائر کر دیا۔ وہ اچھلا اور دھم سے نیچے آ رہا.... پھر ثمینہ مڑنے بھی نہ پائی تھی کہ
دوسرے ریوالور کا دستہ اس کی گردن پر پڑا اور وہ ایک بار پھر ڈھیر ہو گئی۔

عمران اس پر سے چھلانگ لگا کر آگے بڑھا.... اور سامنے پڑی ہوئی لاش کو پھلانگتا ہوا نکلا چلا

گیا۔ راہداری میں فائر ہونے کی وجہ سے کسی اور سے بھی مڈبھیڑ ہو جانے کا امکان تھا۔ اس کے پیچھے اگر سبھی اوپر بھاگے چلے گئے ہوتے تو وہ آدمی راہداری میں کیسے دکھائی دیتا۔

اس بار راہداری کا اختتام ایک دروازے پر ہوا تھا جس کا ہینڈل گھما کر عمران نے جھٹکا دیا لیکن دروازہ نہ کھلا۔ اب اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہ تھا کہ وہ ایک اور فائر کر کے اُس کا قفل توڑنے کی کوشش کرتا۔

اس نے مڑ کر دیکھا۔ راہداری سنسان پڑی تھی۔ ثمینہ سالومن بھی دوبارہ نہیں اٹھ سکی تھی۔ اس نے پہلا فائر دروازے کے قفل پر کیا اور دوسرا فائر راہداری کی ایک لائٹ پر کر کے وہاں اندھیرا کر دیا۔

قفل ٹوٹ چکا تھا۔ دروازہ کھول کر وہ باہر نکلا۔ شاید یہی صدر دروازہ تھا۔ خنک ہوا کے جھونکے اس کے چہرے سے ٹکرائے اور سر پر تاروں بھرا آسمان نظر آیا۔ لیکن اب بھی اندازہ لگانا مشکل تھا کہ وہ کہاں ہے۔

وہ تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ پھر ایک جگہ اچانک رک نہ گیا ہوتا تو ہاتھ منہ ضرور توڑ بیٹھتا یعنی اگلا قدم اُسے خاصے گہرے گڑھے میں لے جاتا۔ ٹھیک اسی وقت عمارت کی جانب سے ایک فائر ہوا اور عمران بڑی پھرتی سے زمین پر گر کر بائیں جانب لڑھکتا چلا گیا۔ ویسے یہ خدشہ ذہن میں موجود تھا کہ کہیں کسی دوسرے گڑھے میں نہ جا پڑے۔

پے در پے دو فائر اور ہوئے لیکن شاید اب عمران انہیں دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ تو یہ عمارت کسی ویرانے میں ہے۔ اس نے زمین ہی پر پڑے پڑے چاروں طرف نظر دوڑائی۔ جھاڑیوں، درختوں اور اونچے نیچے ٹیلوں کے علاوہ اور کچھ نہ دکھائی دیا۔ وہ عمارت سے زیادہ دور نہیں تھا اور یہاں اس عمارت کے علاوہ شاید اور کوئی عمارت نہیں تھی۔

اس نے پھر لیٹے ہی لیٹے عمارت کی طرف کھسکنا شروع کر دیا۔ مطلع صاف ہونے کی وجہ سے تاریکی گہری نہیں تھی لیکن اس کے باوجود بھی شاید وہ لوگ عمارت سے نکل کر کوئی خطرہ مول لینے کو تیار نہ تھے۔

انہوں نے راہداری میں وہ لاش دیکھی ہو گی اور اسی سے انہیں اندازہ ہو گیا ہو گا کہ اب عمران غیر مسلح نہیں ہے۔

ادھر عمران بھی اب گولیاں ضائع کرنے پر آمادہ نہیں نظر آتا تھا۔ پتا نہیں کس مرحلے پر کس
قسم کی ضرورت پیش آ جائے۔

وہ عمارت کی طرف کھسکتا رہا۔ اچانک اس نے برن گن کی تڑتڑاہٹ سنی اور بڑی پھرتی سے
ایک درخت کے تنے کی اوٹ میں ہو گیا۔

برن گن کا پکراتا ہوا برسٹ عمارت ہی کی طرف سے مارا گیا تھا۔ درخت کا تنا موٹا تھا کہ
عمران نے سمٹ سمٹا کر پوری طرح اس کی اوٹ لے لی تھی اور ایک ریوالور جیب سے نکال لیا تھا۔
پھر اس کے چیمبر کو گھما کر یہ دیکھ لیا کہ اس میں کتنے راؤنڈ باقی ہیں۔

پانچ کارتوس باقی تھے۔ تھوڑے تھوڑے وقفے سے برن گن کے برسٹ مارے جاتے رہے۔
چند ایک گولیاں اس درخت کے تنے میں بھی پیوست ہوئی تھیں۔

غالباً وہ اندازہ کرنا چاہتے تھے کہ عمران آس پاس ہی کہیں موجود ہے یا فرار ہو گیا۔ اس کے
لئے وہ یہی کر سکتے تھے کہ خود فائر کر کے جوابی فائر کی آواز سنتے لیکن عمران اتنا خامڑ نہیں تھا کہ
فائر کر کے اس جگہ کی نشاندہی کر دیتا جہاں چھپا بیٹھا تھا۔

آخر انہوں نے بھی تھک ہار کر فائرنگ بند کر دی.... اور عمران پھر زمین پر اوندھا لیٹ کر
عمارت کی طرف بڑھنے لگا۔ حالانکہ یہ بھی دیوانگی ہی تھی۔ فطری طور پر اُسے نکل بھاگنا چاہئے
تھا۔ لیکن اس توقع پر کہ شاید تھریسیا پر قابو پانے میں کامیاب ہی ہو جائے اس نے مصلحت کوشی کو
بالائے طاق رکھ دیا تھا۔

اسی طرح رینگتا ہوا عمارت کی ایک دیوار کی جڑ تک جا پہنچا اور ٹھیک اسی وقت اُس نے تھریسیا
کی گرج سنی۔ "احمقو! اب یہاں کیا کر رہے ہو۔ نکل چلو.... ورنہ اگر پولیس کے ہتھے کوئی چڑھ گیا
تو الزام کا نزلہ سب پر گرے گا۔ تم نے دیکھ لیا کہ بونار جس کتنا بڑا گدھا تھا۔"

اوہ.... تو مارے جانے والوں میں سے کسی کا نام بونار جس تھا۔ عمران نے سوچا اور پھر صدر
دروازے کی طرف کھسکنا شروع کر دیا۔ تھریسیا سالومن کی آواز اسی طرف سے آئی تھی۔ عمران کو
پوری طرح یقین آ گیا تھا کہ ثمینہ، تھریسیا کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتی تھی، جو ان لوگوں کے
درمیان بحیثیت ثمینہ سالومن خود اپنی ہی نیابت کر رہی ہے۔

وہ ایک بار پھر رک گیا۔ آخر باہر نکل کر گرجنے کی کیا ضرورت تھی کہیں یہ بھی تو چال نہیں

ہے کہ وہ اس کی آواز سن کر کوئی حرکت کرے اور اندھیرے میں بھی اُس کی نشاندہی ہو جائے۔ وہ جہاں تھا وہیں رک گیا۔ کئی منٹ گزر گئے لیکن پھر کوئی آواز نہ سنائی دی۔ اچانک قریب ہی کہیں کوئی گاڑی اسٹارٹ ہوئی اور عمران چونک پڑا۔

اب وہ کسی کیکڑے کی طرح آواز کی جانب دوڑ لگا رہا تھا۔ لیکن عمارت کے عقب تک پہنچتے پہنچتے گاڑی حرکت میں آ کر رفتار پکڑ چکی تھی۔ وہ طویل سانس لے کر رہ گیا۔

بہر حال اب بھی وہ زمین ہی سے لگا ہوا اسی سمت چل پڑا جدھر گاڑی گئی تھی۔ آہستہ آہستہ عقبی سرخ روشنی بھی آنکھوں سے اوجھل ہو گئی۔ دفعتاً وہ پھر رک گیا۔ قریب ہی کہیں کسی کی موجودگی کا احساس ہوا تھا۔ ریوالور کے دستے پر اُس کی گرفت مضبوط ہو گئی۔ بائیں جانب والی جھاڑیوں سے کوئی جانور برآمد ہوا تھا لیکن جلد ہی حقیقت عمران پر واضح ہو گئی۔ وہ کوئی آدمی تھا جو چوپائیوں کی طرح چل رہا تھا اور اُن دونوں کے درمیان کچھ زیادہ فاصلہ بھی نہیں تھا۔

"ٹھہر جاؤ! تم میرے نشانے پر ہو۔" عمران آہستہ سے بولا۔ اور وہ نامعلوم آدمی جہاں تھا وہیں رہ گیا۔ آواز کی جانب مڑا بھی نہیں۔ عمران نے تیزی سے اُس کے قریب پہنچ کر ریوالور کی نال پہلو سے لگا دی۔

خدا کی پناہ! وہ تو کوئی عورت تھی۔ عمران نے ریوالور کی نال سے دباؤ ڈالتے ہوئے کہا۔ "بالآخر تم ہاتھ آ ہی گئیں۔ اب دیکھنا کیسی مہمان نوازی کرتا ہوں۔"

"کک... کون...؟" عورت ہکلائی۔ "عمران...؟"

"کیلی...؟" عمران کے ذہن کو جھٹکا سا لگا... اور ریوالور کے دستے پر اس کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی۔

"تت... تم... یہاں کہاں؟"

"پھر بتاؤں گی۔" کیلی ہانپتی ہوئی بولی۔ "کیا وہ سب نکل گئے؟"

"میرا خیال ہے کہ ایسا ہی ہوا ہے؟"

"چلو تعاقب کریں۔" وہ اُس کا بازو پکڑ کر ایک طرف کھینچتی ہوئی بولی۔

"پیدل...؟"

"نہیں موٹر سائیکل ہے۔"

"کہاں....؟ کمال ہے، تم آخر یہاں کیوں آئیں؟"

"تمہارا ساتھ چھوڑ دیتی؟"

وہ سچ مچ اُسے ایک موٹر سائیکل تک لائی تھی۔ عمران نے پوچھا۔ "کیا تمہیں وہ راستہ یاد ہے؟"

"آگے سے سیدھی سڑک جنوب کی طرف شہر کو گئی ہے۔"

"آہا.... میں سمجھ گیا۔ مجھے کہاں لایا گیا تھا۔ اب اس عمارت میں ایک متنفس بھی نہ ہوگا۔"

"وہ، تم پر ٹامی گن سے فائرنگ کر رہے تھے۔"

"ہوا سے لڑ رہے تھے۔" عمران نے موٹر سائیکل اسٹارٹ کرتے ہوئے کہا اور وہ اُس کے پیچھے بیٹھ گئی۔

سڑک پر پہنچ کر عمران نے کہا۔ "مگر ہم تعاقب کس کا کریں۔ یہاں تو اس وقت کتنی ہی گاڑیاں سڑک پر ہوں گی اور پھر پتہ نہیں وہ لوگ جنوب کی طرف گئے ہوں یا شمال کی طرف۔"

"یہ بات تو ہے۔" کیلی سر ہلا کر بولی۔ پھر کچھ دیر خاموش رہ کر کہا۔ "میں نے عمارت کے اندر پہنچنے کی کوشش کی تھی لیکن دروازہ مقفل تھا۔"

"یہ موٹر سائیکل کہاں سے مل گئی؟"

"بس اتفاق ہے۔ پتا نہیں، کون بیچارہ تھا، جس سے میں نے یہ موٹر سائیکل چھینی تھی.... خدا کی پناہ.... وہ آگ کا دائرہ...."

"میری اپنی حماقت کا نتیجہ تھا۔ چلو گھر پہنچ کر اطمینان سے باتیں ہوں گی اور تم، میری عقل کا ماتم کروگی۔"

تقریباً آدھے گھنٹے بعد وہ موڈل ٹاؤن کی اس عمارت تک پہنچ سکے تھے، جہاں اُن کا قیام تھا۔

"یہ موٹر سائیکل کس کی ہے؟" عمران نے پھر پوچھا۔ لیکن کیلی نے جواب دینے کی بجائے کہا۔

"پہلے تم بتاؤ کہ اپنی کس حماقت کی بناء پر اس حال کو پہنچے تھے؟"

اس نے تھریسیا کی "عطا کردہ" سگریٹ لائٹر کی کہانی چھیڑ دی۔

"تو وہ، اس دائرے کا ریسیور تھا؟" کیلی نے حیرت سے کہا۔

"اس کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں تھا۔"

"مجھے اس پر حیرت ہے کہ تم نے تھریسیا پر اعتماد کیسے کر لیا تھا؟"

"حالات ہی ایسے تھے۔ میں یہی سمجھا تھا کہ وہ مجھے دونوں کیمپوں سے بچائے رکھنا چاہتی ہے۔ خواہ اس میں خود اُسی کی کوئی غرض کیوں نہ شامل ہو۔"

"بہر حال، اس طرح وہ مطمئن ہوگئی تھی کہ جب چاہے گی تمہیں اپنے قابو میں کرلے گی۔ اب یہ بتاؤ کہ تم وہاں سے فرار کس طرح ہو سکے؟"

عمران کو یہ داستان بھی دہرانی پڑی تھی۔ وہ خاموشی سے سنتی رہی اور عمران کے سکوت اختیار کرتے ہی بولی۔"اور موٹر سائیکل کی کہانی یہ ہے کہ میں نے تمہارے کہنے کے مطابق عمل نہیں کیا تھا.... یعنی گھر واپس نہیں آئی تھی بلکہ اس بھیڑ میں شامل ہوگئی تھی، جو تمہارے پیچھے دوڑ رہی تھی۔ پھر آہستہ آہستہ بھیڑ بھی چھٹنے لگی اور بالآخر تم تنہا رہ گئے۔ میں نے اُس آتشی دائرے کو بجھتے بھی دیکھا تھا اور اس سے پیدا ہونے والے دھوئیں سے دور ہی دور رہی تھی۔ کچھ دیر بعد میں نے دیکھا کہ چار افراد تمہیں اٹھائے ہوئے ایک طرف چلے جارہے ہیں۔ میں اُن کا تعاقب کرتی رہی۔ وہ تمہیں ایک وین تک لائے اور تمہیں اس کے اندر ڈال کر خود بھی بیٹھ گئے اور عقبی دروازہ بند کردیا۔ میرے لئے اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں تھا کہ ایک بڑا خطرہ مول لیتی۔ یعنی اُس کے عقبی پائیدان پر کھڑی ہو جاتی۔

بڑا مشکل کام تھا لیکن پتا نہیں کس طرح تھوڑا سفر یوں بھی طے ہوا تھا۔ پھر ایک جگہ ایک آدمی موٹر سائیکل اسٹارٹ کرتا نظر آیا اور میں نے بے ساختہ وین کے پائدان سے اس پر چھلانگ لگادی۔ یہ ایک طرح سے اقدامِ خودکشی ہی تھا لیکن میں معجزانہ طور پر بچ گئی۔ صرف معمولی تی خراشیں آئی ہیں۔ موٹر سائیکل سوار بُری طرح بوکھلا گیا تھا۔ پھر جتنی دیر میں وہ کچھ سوچنے سمجھنے کے قابل ہوتا میں اُس کی موٹر سائیکل لے بھاگی اور تھوڑی ہی دیر میں اُس وین کو جالیا جس میں تمہیں لے جایا جارہا تھا۔"

"بہر حال، اب مجھے اس معاملے میں سنجیدہ ہونا ہی پڑے گا" عمران طویل سانس لیکر بولا۔

"مجھے، اس پر حیرت ہے کہ تم نے پہلے ہی سنجیدگی کیوں نہیں اختیار کی۔"

"بس میں ایسا ہی اوٹ پٹانگ آدمی ہوں۔"

"اب کیا سوچا ہے؟"

"جو کچھ بھی ریفریجریٹر میں موجود ہے اُسی پر قناعت کروں گا۔ بھوک کے مارے دم نکلا جا

ہے۔ سوچا تھا کہ کسی اچھے سے ریستوران میں دونوں کھانا کھائیں گے لیکن تھریسیا نے چکر دے دیا۔"

"اس دائرے کو کہاں سے کنٹرول کیا جاتا ہوگا؟"

"غالباً اسی عمارت سے۔ وہ شمسی توانائی کا ریسرچ سنٹر ہے۔ تم نے دیکھا کہ یہ لوگ کس طرح ہمارے وسائل سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ پتا نہیں کتنی سیاہ بھیڑیں وہاں کے عملے میں شامل ہوں گی اور انہوں نے وہیں پوشیدہ طور پر کسی جگہ اپنی تجربہ گاہ قائم کر رکھی ہوگی۔"

"خیر ختم کرو..... کچن میں جاکر دیکھتی ہوں کہ اس وقت تمہارے لئے کیا کر سکوں گی۔"

"میں بھی چل رہا ہوں۔"

دونوں کچن میں آئے اور کیلی، ریفریجریٹر سے مختلف چیزیں نکالنے لگی۔ پھر بولی۔ "آخر تم سنجیدہ ہو جانے میں کتنا وقت لو گے؟"

"پیٹ بھر لینے کے فوراً بعد بھی سنجیدہ ہو سکتا ہوں۔ ویسے میں صرف اُسی وقت سنجیدہ ہوتا ہوں جب گہری نیند سو رہا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ مرنے کے بعد سنجیدہ ترین ہو جاؤں گا۔"

"تم کچھ نہیں ہو سکو گے۔ ہر حال میں صرف عمران رہو گے۔"

"عبدالمنان بھی ہو سکتا ہوں۔"

وہ، فرائی پین میں انڈے تلتی رہی۔ پھر انہیں پلیٹ میں منتقل کرتی ہوئی بولی۔ "میں نے فیصلہ کرلیا ہے۔"

"کس بات کا؟"

"تمہاری اس تجویز کو بروئے کار لاؤں کہ اس سلسلے میں بڑی طاقتوں کے نمائندوں کی ایک کانفرنس طلب کی جائے۔"

"میں، اس سے یقیناً تعاون کروں گا۔ یہ میرا وعدہ ہے۔" عمران نے بڑے خلوص سے کہا اور تلے ہوئے انڈوں پر ٹوٹ پڑا۔

پھر اچانک اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ وہ چونک کر اُسے دیکھنے لگی۔

"کیا ہوا.....؟" اُس نے حیرت سے پوچھا۔

"شاید میری عقل خبط ہوگئی ہے۔ شمسی توانائی کا مرکز خطرے میں ہے۔ اگر تھریسیا کے لوگوں نے وہاں اپنی تنصیبات بھی لگا رکھی تھیں تو اُسے تباہ کر دینے کی کوشش کریں گے۔"

وہ تیزی سے اُس کمرے میں آیا، جہاں ٹیلی فون تھا۔ بڑی تیزی سے رانا پیلس کے نمبر ڈائیل کئے اور جواب میں بلیک زیرو کی آواز سن کر بولا۔ "شمسی توانائی کا مرکز خطرے میں ہے۔"

"اوہ! آپ کہاں تھے، جناب! کئی گھنٹے سے ٹرائی کر رہا ہوں اور آپ نے جو خبر دی ہے وہ آدھ گھنٹہ پرانی ہے۔ شمسی توانائی کے مرکز والی عمارت کا ایک حصہ دھماکے سے منہدم ہو گیا ہے اور اس کے گرد زمین سے آگ اُبل رہی ہے۔"

"خدا کی پناہ...!" عمران طویل سانس کھینچ کر رہ گیا۔ بلیک زیرو کہتا رہا۔

"آپ نے بنگلہ نمبر اے سکسٹین کی نگرانی کا حکم دیا تھا۔ میں نے سبھوں کو اُدھر ہی لگا دیا تھا اور آپ کی کال کا انتظار کرتا رہا تھا۔ پھر میں نے سوچا شاید اسکیم میں کوئی تبدیلی آگئی ہے۔ لیکن میں نے نگرانی کرنے والوں کو وہاں سے نہیں ہٹایا تھا۔"

وہ تھوڑے تھوڑے وقفے سے مجھے وہاں کے حالات سے مطلع کرتے رہتے تھے۔ آخری اطلاع صفدر نے دی تھی کہ وہ حالات میں عجیب سی تبدیلی محسوس کر رہا ہے۔ یعنی اُسے ایسا محسوس ہو رہا ہے جیسے بنگلے کے مکینوں کو معلوم ہو گیا ہو کہ ان کی نگرانی کی جارہی ہے۔

پھر ایک گھنٹے تک کوئی دوسری اطلاع نہ ملنے پر مجھے تشویش ہوئی اور میں نے سوچا کہ مجھے خود وہاں پہنچ کر دیکھنا چاہئے.... بہر حال وہاں پہنچا اور یہ دیکھ کر متحیر رہ گیا کہ وہ سب اپنی اپنی پوزیشنوں پر بے ہوش پڑے ہیں.... لیکن جناب، وہ بنگلہ خالی تھا وہاں مجھے کوئی بھی نہیں مل سکا۔"

"بہت بڑی چوٹ ہوئی ہے۔"

"آخر ہوا کیا....؟"

"لمبی کہانی ہے۔ اطمینان سے بتاؤں گا۔"

"اور اب اپنے لئے ایک پیغام بھی سن لیجئے۔!" بلیک زیرو نے کہا۔

"ریکارڈڈ پیغام....؟" عمران نے حیرت سے کہا۔ "کس کا پیغام ہے؟"

"تھریسیا کے علاوہ اور کس کا ہو سکتا ہے؟"

عمران نے پھر لمبی سانس کھینچی اور بولا۔ "سناؤ۔"

"خود اسی نے کہا تھا کہ پیغام اُسی کی آواز میں ریکارڈ کر کے آپ تک پہنچا دیا جائے.... ذرا توقف کیجئے۔ ابھی پیش کرتا ہوں۔"

عمران سر ہلا کر رہ گیا..... اتنے میں تھریسیا کی آواز آئی۔

"تم نے مجھے خواہ مخواہ غصہ دلایا ہے۔ اب دیکھنا اپنا حشر..... کیلی گراہم تم تک پہنچ چکی ہے لیکن میں اپنے خلاف تمہیں اس سے ساز باز نہیں کرنے دوں گی۔ اب مجھے یقین ہو گیا ہے کہ تم باؤلی دے سوف کا معمہ حل کر چکے ہو۔

اب بھی موقع ہے کہ اپنے عزائم کو اپنی ذات سے آگے نہ بڑھاؤ۔ ورنہ تمہارے ملک کو بھی پچھتانا پڑے گا۔ یہ آخری وارننگ ہے۔ شمسی توانائی کے مرکز کی تباہی مبارک ہو۔

میرے آدمی اس پروگرام کو آگے بڑھانے کی کوشش کر رہے تھے۔ اس سے تمہارے ہی ملک کو فائدہ پہنچتا مگر کبھی کبھی تو تم اول درجے کے احمق ثابت ہو جاتے ہو۔ میری طرف سے جہنم میں جاؤ۔"

پیغام ختم ہو گیا اور عمران پیشانی سے پسینہ پونچھنے لگا۔

کیلی گراہم اُس کے پیچھے کھڑی تھی۔ بہت نرمی سے اُس کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر پوچھا۔

"کیا بات ہے؟"

"کچھ نہیں..... کوئی خاص بات نہیں..... وہ لوگ شاید مرکز کے اُس حصے میں ٹائم بم رکھ کر فرار ہوئے تھے، جس میں اُن کی تنصیبات تھیں، وہ حصہ دھماکے سے تباہ ہو گیا۔"

"اوہ....."

"کچھ نہیں دیکھا جائے گا۔" عمران خواہ مخواہ ہنس پڑا لیکن کیلی کو اس کی یہ ہنسی بڑی بھیانک لگی تھی۔ بالکل ایسا ہی محسوس ہوا تھا جیسے کوئی درندہ غرا کر رہ گیا ہو۔